ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی

سلسلہ

مواعظ حسنہ نمبر۔ ۴۵

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کُتب خانہ مظہری

گلشن اقبال نمبر۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۴ ، ۴۹۹۲۱۷۶

احقر کی جملہ تصانیف وتالیف مرشدنا ومولانا

محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فہرست

ضروری تفصیل

نام وعظ: ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

واعظ: عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا ومولانا شاہ محمد اختر صاحب دام ظلالهم علينا الىٰ ماة وعشرين سنة

تاریخ: ۸/ذوقعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۴/فروری ۲۰۰۰ء بروز دوشنبہ

وقت: بعد نماز مغرب

مقام: مسجد اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال بلاک نمبر۔۲ کراچی

موضوع: اہلِ جنت کی خاص علامت وخصوصیات قرآن پاک کی روشنی میں

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ: سید عظیم الحق ۱۔ بے ۳/۶۷ مسلم لیگ سوسائٹی ناظم آباد نمبر۔۱ ۶۶۸۹۳۰۰

اشاعت اوّل: ذوقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق جنوری ۲۰۰۲ء

تعداد:

ناشر: کُتبُ خانہ مَظہَری
گلشن اقبال-۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالہم علینا وعظ سے پہلے اکثر نعت کے اشعار یا عارفانہ اشعار پڑھوا کرسنتے ہیں۔ اور کبھی کسی شعر کی تشریح بھی درمیان میں فرمادیتے ہیں۔ پڑھنے والے نے آج جب یہ شعر پڑھا۔

تیری مرضی پہ ہر آرزو ہو فدا
اور دل میں بھی اس کی نہ حسرت رہے

تو ارشاد فرمایا کہ جو آرزو پوری نہ ہو اس پر جو غم ہوتا ہے اس کا نام حسرت ہے۔ گناہ کے تقاضوں پر عمل نہ کرنے سے بھی دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے لیکن یہ حسرت بھی نہ رہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی بھنگی پاڑے میں رہتا ہے، ہر وقت بدبو سونگھتا ہے، پورا ماحول بدبو سے بھرا ہوا ہے لیکن پھر اس فیکٹری میں جہاں عود اور شمامہ کا عطر کشید کیا جاتا ہے اس کی دید وشنید ہوگئی اور وہاں اس کو نوکری مل گئی۔ اب ہر وقت خوشبوؤں میں رہتا ہے۔ کچھ دن کے بعد اس کا ذوق خوشبو کا ایسا عادی ہوجائے گا کہ اس کو اپنے ماضی پر حیرانی ہوگی کہ آہ میں کہاں بھنگی پاڑے میں پاخانے کے

کنستروں میں پڑا ہوا تھا۔ کیوں نہ میں نے گلشن میں اور گلستانِ جوہر میں بڑا پلاٹ خریدا۔ اسی طرح جس گناہ گار کو اللہ والوں کی صحبت مل گئی اور اس کو ندامت ہونے لگی کہ آہ اب تک میں کہاں نافرمانی کی خبیث حرکتوں میں مبتلا تھا یہی دلیل ہے کہ اس کے قلب کی ناک کو حق تعالیٰ کی محبت کی پاک خوشبو مل گئی، اس کو ذوق اولیاء اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا ذوق نصیب ہوچکا۔ اس لیے اب اس کو تمنا بھی نہیں ہے، گناہوں کی حسرت بھی نہیں ہے۔ اس مثال سے بات واضح ہوگئی ورنہ بعض لوگ کہتے کہ گناہوں پر حسرت نہ ہونا بہت مشکل ہے لیکن ذوق بدل جاتا ہے، مزاج بدل جاتا ہے۔

میرے شیخ شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ٹھنڈک لگ رہی ہے، سردی سے کانپ رہے ہو لیکن ایک پیالی گرم گرم چائے پیتے ہو تو ٹھنڈک دور ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ جب ایک پیالی چائے مزاج بدل سکتی ہے تو کیا اللہ والوں کی صحبت سے مزاج نہیں بدلے گا۔ اگر اللہ والوں کے ساتھ رہ کر بھی مزاج نہیں بدلا تو یہ شخص چور ہے۔ یہ بظاہر بھنگی پاڑے سے نکل آیا اور پھولوں میں رہتا ہے لیکن کبھی کبھی بھنگی پاڑے سے پاخانے کی ڈبیہ لاکر سونگھتا رہتا ہے۔ یہ خفیہ طور پر کسی گناہ میں مبتلا ہے۔ یا تو اس کی آنکھیں پلید ہیں اور یہ حسینوں کو تاک جھانک کرتا ہے یا پھراس کا قلب پلید ہے کہ گندے خیالات پکاتا ہے اور تنہائیوں میں چادر

اوڑھے ہوئے، ہاتھ میں تسبیح لیے ہوئے ماضی کے گناہوں کا تصور کرتا ہے اور کالج کے فرسٹ ایئر (Ist year) کے ایئر (year) یاد کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو حرام فرمایا اور اس پر قرآن پاک کی آیت کا استدلال ہے کہ:

﴿ یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴾

اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں سے باخبر ہے اور جو کچھ تم اپنے سینوں میں چھپاتے ہو، جو گندے خیالات پکاتے ہو اس سے بھی اللہ باخبر ہے۔ جب تم دل میں ماضی کے گناہوں کا تصور کرتے ہو اس وقت میں تمہیں کہاں یاد رہتا ہوں۔ حرام لذت لینے والو! ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔ تم صاحب نسبت بنتے ہو، یہ کیسی نسبت ہے کہ اللہ تم کو یاد بھی نہیں آتا کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ گناہ کی گٹر لائنوں میں جانے کا سوچنے سے بھی دل گندا ہو جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے بن کے دیکھو۔ واللہ اختر قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر دونوں جہاں سے بڑھ کر لذت نہ پاؤ تو کہنا کہ اختر جھوٹا ہے اور اگر اللہ والا نہیں بننا ہے تو میرا ساتھ بھی چھوڑ دو، مت رہو میرے ساتھ! اللہ کی ذات رشکِ دو جہاں ہے، دونوں جہان کی لذتوں سے زیادہ غیر محدود لذت اللہ کے نام میں ہے۔ اللہ کا نام رس ملائی رکھتا ہے، دونوں جہان کی مٹھائی رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالقِ لذاتِ دوجہاں ہے، خالقِ لذاتِ کائنات ہے، جو لذاتِ دوجہاں کا خالق ہے تو خود اس کا نام کیسا ہوگا،

جس کے نام سے دل کو چین ملتا ہے اس کا مسمّٰی کیسا ہوگا، جس کا ذکر اطمینانِ قلب کا ضامن ہے۔

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾

اے لوگو! سن لو اللہ ہی کے ذکر سے تم کو اطمینان اور چین ملے گا، اس کو چھوڑ کر کہاں حرام لذت تلاش کرتے ہو، کب تک پلید رہو گے، کب تک لید کے مقامات پر عاشق رہو گے۔ کچھ حیا اور شرم کرو۔ خطرے کی گھنٹی بج چکی، بال سفید ہوگئے۔ یہ دلیل ہے کہ اب تمہیں ڈیپارچر (**Departure**) کے لیے تیار ہوجانا چاہیے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب کھیت میں غلّہ پک جائے اور سفید ہوجائے تو سمجھ لو اب یہ غلہ کھیت میں رہنے نہیں دیا جائے گا۔ اب اس کا مالک اپنے کھلیان میں لے جائے گا، جب بال سفید ہوگئے تو اب کیا ماضی کی داستان اپنے دل میں دہراتے ہو۔ دل بھی تو پابند ہے میری بندگی کا۔ جب کہ تم میرے بندے ہو تو تمہارا دل میرا بندہ نہیں ہے؟ تم **بجمیع اجزاءہ** میرے بندے ہو، پھر آدابِ بندگی کیوں نہیں بجالاتے، اپنے قلب کو میری فرماں برداری میں کیوں مست نہیں رکھتے۔ میرے بن جاؤ پھر دیکھو لذت دو جہاں سے بڑھ کر پاؤ گے۔ اللہ، اللہ ہے، بہت بڑا، بہت پیارا مالک ہے جو لیلاؤں کو نمک دیتا ہے۔ اگر لذت دو جہاں سے زیادہ مزہ چاہتے ہو تو اللہ کو دل میں حاصل کرلو۔

وہ شاہ دو جہاں جس دل میں آئے

مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

یہ اختر کا شعر ہے جو اس وقت آپ سے خطاب کررہا ہے۔

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا

جمالِ شمس کا نور قمر کا

نہ لذت پوچھ پھر ذکر خدا کی

حلاوت نامِ پاک کبریا کی

ورنہ مرنے کے بعد پچھتاؤ گے۔ واللہ کہتا ہوں خاص کران دوستوں سے جو رات دن اس فقیر کے ساتھ ہیں کہ جلد جست لگاؤ، ہمت مردانہ استعمال کرو۔

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے

پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے

فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے

مجنوں نے کہا ہمتِ مردانہ چاہیے

تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہمت مردانہ استعمال کرو۔ اپنے زنانہ پن اور بزدلی کی عادتیں چھوڑ دو۔ ارادہ پر مراد ملنا یقینی ہے ان شاء اللہ۔ مگر ارادہ تو کرو، ارادہ میں جتنی طاقت ہے اس طاقت میں کوئی خیانت مت کرو تو ان شاء اللہ ولی اللہ بن جاؤ گے۔ بیچ بیچ میں شرح اس لالچ میں کرتا ہوں کہ شاید میری بات میرے دوستوں

کے دل میں اتر جائے اگرچہ تھک جاتا ہوں لیکن کیا کروں۔

میں تھک جاتا ہوں اپنی داستانِ درد سے اخترؔ
مگر میں کیا کروں چپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا

میں زندگی کا ضائع ہونا اپنے دوستوں کا کیسے برداشت کروں؟
میں نے زندگی ضائع کرنے والوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور خود انہوں نے اقرار کیا کہ مجاز میں کچھ نہیں پایا۔ ان کی بھی چاندنی ڈھل گئی اور مولیٰ سے بھی محروم رہے۔ یہ ظالم وہ گدھا ہے جو دریا میں چاند ڈھونڈ رہا تھا۔ چاند آسمان پر تھا۔ اس نے دیکھا کہ آج چاند دریا میں نظر آرہا ہے۔ آج موقع سے فائدہ اٹھالو۔ وہ دریا میں گھسا۔ اس کے پاؤں سے ریت پانی میں محلول ہوگیا جس سے پانی گدلا ہوگیا۔ چاند کا عکس بھی گیا اور اصلی چاند بھی نہ ملا اور نقلی چاند بھی نہ ملا۔ یہ وہ گدھے ہیں جن کو اصل اور نقل دونوں سے محروم موت آئے گی۔ اصل سے بھی محروم یعنی مولیٰ سے بھی محروم اور لیلیٰ سے بھی محروم کیونکہ کچھ دن کے بعد حسن ان کے چہروں سے زائل ہوجائے گا، تب یہ حواس باختہ ہوکر گریبان چاک کرکے روتے رہیں گے۔ یہ بات میں بہت بے ساختہ پیش کر رہا ہوں کہ فاختاؤں کو چھوڑ دو، خالقِ فاختاؤں سے ملو۔ میں اس عالم کی بات پیش کر رہا ہوں جس عالم میں سورج نہیں ہے۔ یہ دن اور رات سورج سے بنتے ہیں۔ یہ حسن کا زوال سورج سے ہوتا ہے، اسی سے دن بنتے ہیں، ہفتہ بنتا ہے، مہینہ بنتا ہے،

پھر سال بنتا ہے اور معشوق ۸۰ سال کا ہوجاتا ہے۔ مگر میں اس عالم کی بات پیش کر رہا ہوں جہاں آفتاب اور ماہتاب نہیں ہیں۔ حق تعالیٰ کی محبت کے نشہ کو پیش کر رہا ہوں، اس لیے میری تقریر میں ان شاء اللہ تعالیٰ زوالِ حسن کی کہیں دُور دُور سے بھی بو نہیں آئے گی کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کے عالمِ قرب کی جو بات ہوتی ہے، وہاں زوال نہیں ہے، جمال ہی جمال ہے اور جمالِ لازوال ہے۔ زندگی پھر کہاں ملے گی؟ دوستو! جس دن موت آئے گی تو پھر زندگی کہاں پاؤ گے۔ اسی زندگی کو اللہ پر فدا کرنا ہے۔

دنیا کا کوئی ولی اللہ ایسا نہیں ہوا، اور اولیا کا غلام، سچا فرماں بردار اور متبع جس کو اللہ نہ ملا ہو۔ اللہ تعالیٰ تو دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ آؤ میری گود میں۔ اپنے دل کا ایک پھول اللہ پر فدا کردو اس کے بدلہ میں اللہ گلستاں دیتا ہے، صرف ایک گل کے بدلے میں باغ کا باغ دیتا ہے پھولوں کا۔ ایک خونِ آرزو کرکے دیکھو، گلستانِ تمنا دیتا ہے۔

بہت غور سے سنو میری باتوں کو۔ شیخ کے انتقال کے بعد پھر پچھتانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ زندگی میں شیخ کی قدر کرلو اوراس کی بازِ شاہی یعنی تعلق مع اللہ سے نیک گمان رکھو اور اس سے شاہ بازی سیکھ لو۔ (جامع عرض کرتا ہے کہ اسی غزل کے ایک اور شعر کی تشریح فرمائی جو مندرجہ ذیل ہے)۔

سا ری دنیا ہی سے مجھ کو نفرت رہے
بس ترے نام کی دل میں لذت رہے

ارشاد فرمایا کہ ساری دنیا سے مراد ماں باپ، بیوی بچے اور اللہ والے نہیں ہیں۔ دنیا اس چیز کا نام ہے جو ہمیں اللہ سے غافل کردے۔ جو دنیا اللہ پر فدا ہو وہ دنیا نہیں، وہ تو آخرت ہے۔ لہٰذا بیوی بچوں کی محبت، ماں باپ کی محبت، شیخ کی محبت اور اللہ والوں کی محبت دنیا میں شامل نہیں ہے۔ وہ تو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت ملنے کے ذرائع ہیں۔ وسائلِ وصل کہیں اسبابِ فراق ہوسکتے ہیں؟ دنیا اسی کا نام ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا کردے۔ بس باقی دنیا نہیں ہے۔ یہ دوست احباب اللہ والے یہ تو ہمارے آخرت کے باغات ہیں۔ ان کے پاس بیٹھ کر ہمیں آخرت کے پھول ملتے ہیں، آخرت کی خوشبو ملتی ہے۔ ان کے ساتھ تو رہنا بھی مزے دار ہوتا ہے، کھانے پینے میں بھی مزہ آتا ہے۔ (اس کے بعد حضرت اقدس نے بیان شروع فرمایا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

بعض وقت بعض مضمون کا وزن میرے دل پر آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور مجلس کے لیے اس کو بچا کے رکھوں کہ آج فلاں دوست نہیں اس کی وجہ سے اس میں تاخیر کروں تو پھر اس کا وزن مجھے بیان پر مجبور کرتا ہے، پھر میں کسی کا انتظار نہیں کرسکتا، پیارے

سے پیارے کا بھی انتظار نہیں کرسکتا کیونکہ سب سے بڑا پیارا جب دل پر وزن ڈالتا ہے تو جتنے پیارے ہیں سب مغلوب ہو جاتے ہیں اور پھر میرے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ آج نہ بیان کروں۔

لہٰذا اب جو میں بیان کر رہا ہوں یہ وہی مضمون ہے جس کو میں نے روکا تھا کہ کسی اور موقع پر بیان کروں گا مگر سب سے بڑا پیارا مجھے مجبور کرتا ہے لہٰذا ابھی میں اس کو بیان کرتا ہوں۔

اللہ کی عظمت کا حق

آسمان پر جس کی نظر نہیں ہوتی وہی ظالم زمین کا ڈھیلہ بن کر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ اور یہ یقین کامل ہوجائے کہ میں زمین پر جس حسین یا حسینہ کو دیکھ رہا ہوں، بدنظری کر رہا ہوں اس وقت آسمان والا کیسا غضب ناک ہوگا، کیا بنے گا میرا۔ کیا اللہ کے غضب کی کوئی تاب لاسکتا ہے؟ سوچ لو جتنی دیر تک کسی گناہ میں انسان مبتلا رہتا ہے اللہ کا غضب مول لیتا ہے خواہ کوئی بھی گناہ ہو، وی سی آر (V.C.R) ہو، ڈش انٹینا ہو، ننگی فلمیں ہوں، مووی بنوانا ہو، ایسی شادی بیاہ میں شرکت ہو جہاں گناہ ہو رہے ہوں، گانے بج رہے ہوں، عورتیں مرد مخلوط پھر رہے ہوں، کوئی شرعی پردہ نہ ہو، دنیا میں جتنے بھی نافرمانی کے اعمال ہیں کسی کی رعایت سے ان گناہوں کو کرنا جائز نہیں ہے، نہ بادشاہِ وقت کی رعایت سے، نہ

اپنے ماں باپ کی رعایت سے، نہ غلط پیر اور نالائق مرشدین کے حکم سے کسی قسم کے گناہ کی اجازت نہیں۔ سب سے بڑا حق اللہ تعالیٰ کا ہے، اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے سنایا تھا کہ ایک بزرگ کو بادشاہ نے بلایا اور کہا کہ سنا ہے کہ تم تصویروں سے احتیاط کرتے ہو، ابھی تصویر کھنچوانا پڑے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے جو عاشق ہوتے ہیں ان کی راہِ تقویٰ میں، ہمتِ تقویٰ میں، عزم تقویٰ میں، ارادۂ تقویٰ میں، گناہوں سے بچنے کے ارادوں میں اللہ اپنی مدد شاملِ حال کرتا ہے۔ ان بزرگ کے انکار پر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ انہوں نے فوراً کہا یا باطن اللہ کا ایک نام ہے یا باطن جس کے معنی ہیں ''اے پوشیدہ''۔ بس وہ مخفی ہوگئے۔ سامنے ہی سے غائب! اب جلاد پوچھتا ہے کہ آپ نے جس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا وہ تو پتہ نہیں کہاں چلا گیا۔ بادشاہ پڑھا لکھا تھا اس نے کہا ''یا باطن'' کہہ کر اپنے کو چھپالیا، اللہ نے اس کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی کردیا۔ اس کے بعد ''یا ظاہر'' کہہ کر پھر آگئے، وہیں تھے اور نہیں تھے۔ جب یا ظاہر کہا تو پھر موجود! بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا پھر تلوار نکالو اور اس کو قتل کرو، یہ بادشاہ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ لیکن وہ بادشاہ کے بادشاہ کی بات مان رہے تھے۔ پھر فوراً انہوں نے کہا یا باطن اور غائب ہوگئے۔ تین دفعہ ایسے ہوا کہ یا باطن کہہ کر

غائب ہو گئے اور یا ظاہر کہہ کر آ گئے۔ تب بادشاہ کرسی سے اتر آیا اور پیر پکڑ کر رونے لگا کہ ہم کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کی اس طرح گناہوں سے حفاظت کرتا ہے۔

عمل کر کے تو دیکھو، اپنی ہمت کو استعمال کر کے تو دیکھو، اللہ تعالیٰ غیب سے مزاج بدل دے گا۔ عالم غیب میں عالمِ شہادت کا مزاج تبدیل کرنے کی طاقت موجود ہے۔ عالمِ غیب سے مراد اللہ تعالیٰ کا فیض ہے، ان کی رحمت اور کرم کی بارش ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش پابندِ موسم نہیں ہے۔ وہ ان کی مشیت میں ہے، جب چاہیں جس پر فضل کر دیں۔ جیسے تائبؔ صاحب کا شعر ہے۔

طعنہ نہیں ماضی کا دیا جائے کہ ہم لوگ
تب اور طرح کے تھے ہیں اب اور طرح کے

اللہ کے فضل کی علامت

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس فضل کی علامت یہی ہے کہ جب گناہ سے بچنے کی توفیق اور ہمت ہو تو سمجھ لو کہ اب اللہ کے پیارے اور مقبول بن گئے کیونکہ اللہ اپنے مقبول بندوں کو گناہوں کی نجاست میں آلودہ نہیں ہونے دیتا۔ آپ اپنے بچوں کو گٹر میں گرتے نہیں دیکھ سکتے تو اللہ تعالیٰ ہر وقت ہم کو دیکھ رہا ہے اور اپنے دوستوں کو تو خاص نگاہِ کرم سے دیکھتے ہیں تو کیسے وہ اپنے دوستوں کو گناہ کی نجاستوں میں مبتلا ہونے دیں گے۔

اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ہم کو دیکھ رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ہماری دوستی میں کمزوری ہے، ہمارے تقویٰ میں کمزوری ہے، ہماری وفاداری میں کمزوری ہے، بے وفائی کے عذاب میں ہم مبتلا ہیں، ہم طاقت چور ہیں، ہمت چور ہیں، لعنتی حیات کے عادی ہیں، خوگرِ معاصی ہیں۔ اگر ہمت نہ کی تو ساری زندگی یوں ہی گذر جائے گی۔ جن لوگوں نے اپنی جان کی بازی نہیں لگائی اور شیخ کو بازِ شاہ سمجھ کر اُس سے شاہبازی نہیں سیکھی اور ہمت نہیں کی ان کو گناہوں کی آلودگی ہی میں موت آئے گی۔ بس فیصلہ کرلو کہ کیا چاہتے ہو، اپنی زندگی کا فیصلہ کرلو کہ گناہوں میں آلودگی کے ساتھ موت چاہتے ہو یا اللہ کی ولایت اور دوستی کا تاج سر پر رکھ کر مرنا چاہتے ہو۔ بس اس لیے آج سے ارادہ کرلو، ہمت کرلو کہ سو فیصد اللہ کا بن کر مرنا ہے۔

تقویٰ کی فرضیت کا ایک راز

اللہ نے قوتِ ارادیہ میں بہت طاقت دی ہے۔ اگر ہماری قوتِ ارادیہ میں معصیت سے بچنے کی طاقت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ تقویٰ کو فرض نہ کرتا۔ بالغ ہونے سے لے کر مرتے دم تک اپنی خباثت سے خواہ برجستہ اور بے ساختہ گناہ کرتے کرتے کوئی کتنا ہی ختہ ہوجائے لیکن زندگی کے کسی دور میں اور زندگی کے کسی موڑ پر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اس رحمت اور فضل اور قوتِ ارادیہ سے محروم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے طاقت دی ہے، ہمت دی ہے لیکن اپنے کمینہ پن سے ہم اسے استعمال نہیں کرتے۔ البتہ بد پرہیزی کرتے کرتے ہماری قوتِ ارادیہ جو اللہ نے دی ہے اس کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ نقصان خود ہم نے پہنچایا ہے اللہ نے نہیں پہنچایا، ہم نے اپنے گناہوں کی عادتوں سے ارادۂ تقویٰ کی طاقت کو نقصان پہنچایا ہے، سایۂ رحمت کو سر سے ہٹا کر سایۂ لعنت میں اپنے کو خود داخل کیا ہے، بدنظری کر کے حسینوں کو دیکھ کر۔ تو اے سایۂ لعنت میں رہنے والو! تم نے اپنے کو برباد کیا ہے، اللہ نے نہیں برباد کیا۔ اگر تم اپنی بری خواہشوں کو برباد کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہارے قلب کو آباد کردیتا ہے اور تم اس شعر کا مصداق ہوتے ؎

بربادِ محبت کو نہ برباد کریں گے
میرے دلِ ناشاد کو وہ شاد کریں گے

خوشیوں کی ضمانت

لیکن ہم خود کو کتنا ہی نقصان پہنچالیں پھر بھی تلافی ہوسکتی ہے۔ اگر تلافی نہ ہوسکتی تو اللہ تعالیٰ توبہ کا دروازہ نہ رکھتے لیکن آپ جو حرام خوشیوں سے شادابی چاہتے ہیں اس ویرانی سے اللہ تعالیٰ پناہ نصیب فرمائے۔ اگر آپ اپنی حرام آرزوؤں کو توڑ کر اپنے دل کو ناشاد کردیں تو اللہ آپ کو شاد کرے گا۔ اللہ کے راستے کے دلِ ناشاد کو شاد کرنے کی ذمہ داری اور کفالت حق تعالیٰ کی رحمت قبول کرتی ہے۔ عمل کر کے

دیکھو، یہ باتیں بنانے کا راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ باتوں سے نہیں طے ہوتا، ہمت اور عمل سے طے ہوتا ہے، ہمت کر کے دیکھو، نظر بچا کر دیکھو، ماضی کے پرانے خیال، گناہوں کے گندے خیال دل میں نہ لاؤ۔

لا الٰہ کی لذتِ فرار

حرام لذت سے ناآشنا ہوجاؤ اور اللہ تعالیٰ کی لذتِ حلال سے آشنا ہوجاؤ۔ اس میں آشنائی کا مزہ بھی ہے، ناآشنائی کا مزہ بھی ہے۔لا الٰہ کا بھی مزہ ہے، الاّ اللہ کا بھی مزہ ہے۔ اس میں لذتِ فرار بھی ہے اور لذتِ قرار بھی ہے۔ لا الٰہ میں غیراللہ سے لذتِ فرار بخشی ہے اور الاّ اللہ سے اپنی لذتِ قرار بخشی ہے۔ دونوں لذتیں ہیں۔

غیراللہ سے فرار کا زیروپوائنٹ (Zero Point) اور نقطۂ آغاز سارے عالم کی لذتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ وہ خالقِ عالم تک پہنچاتا ہے۔ جو بچہ دشمنوں کے نرغہ سے نکل کر بے ساختہ باپ کی طرف بھاگتا ہے تو کیا اس فرار میں اس کو مزہ نہیں آتا اور جتنا وہ باپ سے قریب ہوتا جاتا ہے، اس کا مزہ بڑھتا جاتا ہے۔ لا الٰہ میں اللہ تعالیٰ نے غیراللہ سے فرار کی لذت عطا فرمائی ہے۔ لذتِ فرار کے زیرو پوائنٹ اور نقطۂ آغاز سے اس کے قلب کا قبلہ جو غیراللہ کی

طرف تھا اب مولیٰ کی طرف ہوگیا۔ لا الٰہ سے یہ فرار اس کو الاّ اللہ کی لذت قرار سے آشنا کرے گا۔ لہٰذا مولیٰ کی نگاہ اس کے دل پر کرم فرماتی ہے، مولیٰ کی نگاہ میں اس کو پیار ملتا ہے۔ اللہ کے پیار کے بعد سارے عالم کا مزہ اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ دنیا کی لذتیں مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ خالق ہیں، مخلوق کبھی بھی اپنے خالق کا مقام نہیں لے سکتی کیونکہ لذتِ مخلوقات محدود اور لذتِ خالق غیر محدود اور غیر فانی ہے۔ بس مخلوق کیسے اس کی مثل ہوسکتی ہے۔

﴿ لَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مِثَالَ لَهٗ ﴾

پھر نہ کہنا مرتے وقت کہ ہمیں خبر نہ ہوئی۔ سن لو اختر کی فریاد کو اور یاد کرلو ابھی سے اس کی بات کو، پھر پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا جس دن یہ زندگی ختم ہوجائے گی اور کھیتی کی فیلڈ ہاتھ سے نکل جائے گی۔اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

بلوغ روحانی کی علامت

لہٰذا کتنا زمانہ چاہیے آپ کو؟ کوئی بیس سال سے شیخ کے ساتھ ہے، کوئی تیس سال سے ہے۔ کوئی زمانہ تو چاہیے کہ اتنے زمانے میں آپ تقویٰ اختیار کرکے اللہ کے ولی ہوجائیں۔ بندہ جسمانی لحاظ سے جب پندرہ سال کا ہوجاتا ہے تو اچانک سیکنڈوں میں بالغ ہو جاتا ہے۔ بلوغ جسمانی میں تدریج نہیں ہے کہ آج دوآنہ بالغ ہوا،

کل چار آنہ بالغ ہوا، پرسوں چھ آنہ ہوا ایسا نہیں ہے۔ بلوغ تک پہنچنے میں تو دیر لگتی ہے لیکن بلوغ اچانک عطا ہوتا ہے اور بالغ ہونے والے کو محسوس ہو جاتا ہے کہ آج میں بالغ ہوگیا۔ اسی طرح روح بھی جب اللہ تک پہنچ جائے گی تو فوراً آپ کو محسوس ہو جائے گا کہ آج ہم روحانی اعتبار سے بالغ ہوگئے۔ کسی سے پوچھنا نہیں پڑے گا، شیخ سے بھی پوچھنا نہیں پڑے گا اور شیخ کی ذمہ داری بھی نہیں ہے کہ آپ کو بتائے کہ آپ بالغ ہوگئے۔ آپ کا احساس خود بتائے گا کہ آپ روحانی اعتبار سے بالغ ہوگئے، گناہ چھوڑنے کی ہمتِ مردانہ نصیب ہوجائے گی، پھر سارے عالم کو آپ للکاریں گے کہ پورا عالم کچھ نہیں ہے، نہ آفتاب کچھ ہے، نہ مہتاب کچھ ہے۔ اللہ کی عظمت کے سامنے ساری کائنات نظروں میں ہیچ ہوجاتی ہے۔

حال میں اپنے مست ہوں غیر کا ہوش ہی نہیں

رہتا ہوں میں جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

اللہ والا بننا کوئی معمولی مقام ہے! نام سنا ہے اللہ والوں کا۔ لیکن اللہ اپنے کرم سے جب اللہ والا بنائے گا تب پتہ چلے گا کہ روحانیت کا کیا مقام ہوتا ہے۔ اللہ والا آسمان وزمین، سورج اور چاند، سلاطین کے تخت و تاج اور ساری کائنات کی لیلاؤں کو چیلنج کرتا ہے کیونکہ اللہ کو پاکر وہ دونوں جہان سے بڑھ کر مزہ پاتا ہے۔

وہ شاہِ جہاں جس دل میں آئے

مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

مگر اللہ کیسے ملے اس کا طریقہ کیا ہے؟ اب میں تھوڑی سی دیر میں اس کو پیش کرتا ہوں، باقی وضاحت ہوتی رہے گی۔

اللہ کی محبت کی تعبیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا

ساری زندگی اللہ کے غیر محدود مضامین کے بیان کرنے پر بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج بیان کا حق ادا ہو گیا۔ اللہ کی محبت کے بیان کا حق کبھی ادا نہیں ہو سکتا۔ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ اے کائنات والو سنو۔

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں
چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

اب مولانا کا مضمون زبانِ اختر سے سنو، صاحب قونیہ کا مضمون اور درد آج گلشن اقبال کی اس مسجد سے سنو۔ جلال الدین رومیؒ جس نے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار مثنوی کے اور پچاس ہزار اشعار دیوان شمس تبریز کے امت کو پیش کیے وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے عشق و محبت کی جو شرح بیان کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر شرح مجھ سے اب تک بیان نہ ہوئی تھی لیکن جب دوبارہ مجھ پر عشق غالب ہوتا ہے، جب میں دوبارہ عشق و مستی میں آتا ہوں تو پہلی تقریر سے شرمندہ ہو جاتا ہوں کہ اللہ کی محبت کے بیان کا حق ادا نہیں ہوا تھا۔ یہ تو مولانا رومیؒ ہیں لیکن ان کے غلام کے ساتھ بھی یہی

معاملہ ہے کہ ہر تقریر پر پہلی تقریر سے شرمندہ ہوجاتا ہوں اور یہ سلسلہ مرتے دم تک اور اگر زندہ رہا تو قیامت تک چلتا رہے گا کیونکہ جہاں اللہ کی ذات ہے، جہاں تجلیاتِ الٰہیہ ہیں وہاں آفتاب نہیں ہے، وہاں نہ گھڑی ہے نہ گھنٹہ نہ زوال ہے نہ فنا، نہ طلوع ہے نہ غروب، نہ صبح ہے نہ شام۔ اس لیے اپنے عاشقوں کو وہ خالقِ آفتاب ہر وقت سرگرم رکھتا ہے، ان کا سورج کبھی نہیں ڈوبتا۔

اب پانچ باتیں سن لیجیے جو سب کے لیے ہیں، میرے لیے بھی ہیں، آپ کے لیے بھی ہیں۔ اگر کوئی یہ پانچ عمل کرلے تو میرا ستر سال کا تجربہ ہے کہ یقیناً ان شاء اللہ ولی اللہ بن کر مرے گا اور جلد بن جائے گا اور احساسِ بلوغ اور احساسِ ولایت بھی اسے نصیب ہوجائے گا۔

اللہ کے قُرب کی حلاوت

وہ خود سمجھ جائے گا کہ ہماری پلید اور ناپاک زندگی پہلے کیا تھی اور اب کیسی ہے اور بزبانِ حال کہے گا

ازلبِ نادیدہ صد بوسہ رسید

یہ میرا فارسی شعر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ پر کوئی فدا ہوتا ہے اور اپنا خونِ آرزو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا پیار اس کو نادیدہ لب سے عطا ہوتا ہے۔ دنیاوی عاشقوں کو ایک بوسہ نہیں ملتا۔ اللہ اپنے عاشقوں کے شکستہ اور ٹوٹے ہوئے دل کے سینکڑوں بوسے لیتا ہے اور وہ لب اللہ

کے پیار کے نظر نہیں آتے مگر دل محسوس کرتا ہے۔

من چہ گویم روح چہ لذت چشید

میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی روح کیا مزہ پاتی ہے اپنی شکستِ آرزو سے۔

اب اُس عالم کی بات پیش کرتا ہوں کہ ہم کیسے ولی اللہ بنیں اور جلد سے جلد اللہ کی دوستی کا تاج ہمارے سر پر آجائے۔ اگر بندے ہیں تو ان شاء اللہ خواجہ حسن بصری ہوجائیں گے اور بندیاں رابعہ بصریہ ہوجائیں گی۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان ست

دروازۂ ولایت تا قیامت کھلا رہے گا

اللہ کی رحمت کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے، یہ نہ کہو کہ بڑے بڑے اولیاء چلے گئے اب وہ زمانہ نہیں ہے۔ نہیں! وہی زمانہ ہے جب خالقِ زمانہ موجود ہے تو زمانہ کیا بیچتا ہے۔

ہمارے دادا پیر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم آج بھی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء موجود ہیں۔ کرسیاں پُر ہیں، بھری ہوئی ہیں، کوئی کرسی ولی اللہ کی خالی نہیں۔ بس ہماری آنکھوں میں قصور

آ گیا ہے اور فتور آ گیا ہے۔ حکیم الامت نے قسم کھا کر یہ شعر پڑھا تھا۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان ست

وہ رحمت کا بادل آج بھی برس رہا ہے جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور خواجہ بہاؤ الدین نقش بندیؒ اور چاروں سلسلوں کے اولیاء پر برسا تھا۔ جو ابرِ رحمت اس وقت برس رہا تھا وہ آج بھی موجود ہے۔

خم وخم خانہ با مہر ونشان ست

اللہ کی محبت کے شراب خانے اور اللہ کی محبت کے خم وسبو، شرابِ محبت کے مٹکے اور بوتلیں سرکاری مہر لگی ہوئی آج بھی سیل بند ہماری طلب کے انتظار میں ہیں، ہماری آہ و فغاں، ہماری اشکبار آنکھوں کے انتظار میں ہیں۔ اُس شراب محبت کے مست آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

اہل اللہ کی غلامی اور اتباع کی برکات

لیکن آہ! لوگوں نے اللہ والوں کو نہیں پہچانا کہ اللہ والوں کی غلامی سے کیا ملتا ہے۔ میرا مطالعہ زیادہ وسیع نہیں ہے، لیکن بڑے بڑے علماء دین اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس وقت میری بات سن کر حیران ہیں اور افریقہ، برطانیہ، امریکہ، بنگلہ دیش، کشمیر، ہندوستان ساری دنیا کے علماء میں میری کتابیں پڑھی جارہی ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ یہ اللہ والوں کی غلامی کا صدقہ ہے۔ اللہ والوں

کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے آپ کا ایک ہی بیٹا ہو اور آپ کو بہت پیارا ہو اور اس کی خدمت میں کوئی رہتا ہو۔ باپ دوسرے ملازمین کی استعداد اور نالج (knowledge) پوچھے گا لیکن اپنے پیارے بیٹے کے خادم کی قابلیت نہیں پوچھے گا۔ باپ یہی کہے گا کہ جو میرا بیٹا کھائے گا وہی میرے بیٹے کا خادم بھی کھائے گا، یہ جگری دوست ہے میرے بیٹے کا۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں۔ اللہ والوں کی دوستی سے آپ کو بلا قابلیت وہ مقام ملے گا کہ بڑے بڑے قابل اس مقام سے حیران رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی برکت سے حق تعالیٰ کی رحمت کا ظہور ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ بندہ ابھی خود محبوبیت کے اس مقام پر نہیں ہے مگر میرے نہایت پیارے اور نہایت محبوب اولیاء کا خادم ہے۔ اس کو کیسے میں اپنی رحمت سے محروم کردوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے عاشقوں اور اولیاء کی خدمت کو رائیگاں نہیں کرتا۔

آج میں نے راز ظاہر کردیا کہ آپ لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں۔ ہماری کوئی محنت نہیں، صرف اللہ والوں کی صحبت میں، ان کی خدمت میں اختر نے جان کی بازی لگائی ہے اور جان لڑائی ہے۔ دہلی میں میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے میزبان الیاس صاحب دہلوی نے میرے دوستوں پر ایک رات کا راز فاش کیا کہ تم لوگوں کو اختر کی ایک بات سناتا ہوں اور یہ بات بنگلہ دیش میں بھی

سنائی، یہاں بھی اور سعودی عرب میں بھی کہ شیخ شاہ عبدالغنی صاحب میرے مہمان تھے۔ اس وقت اسباب نہیں تھے جس سے حضرت شیخ کو تہجد کے وقت گرم پانی مل سکے تو اختر نے مجھ سے کہا کہ آپ پانی گرم کرا کے مجھے دے دیجیے۔ اس کی گرمی کا باقی رکھنا میری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پانی گرم کرایا اور اختر کو دے دیا۔ اس رات میں نے دیکھا کہ اختر نے اپنے گدے سے گرم پانی کے برتن کو لپٹا لیا اور اپنے پیٹ سے دبا لیا اور رات بھر اپنے پیٹ سے لپٹائے ہوئے جاگتا رہا تاکہ پیٹ کے نیچے وہ پانی گرم رہے۔ یہ بات مجھے یاد بھی نہیں تھی۔ یہ الیاس صاحب نے سنائی جو ابھی زندہ ہیں، یہیں پیچھے ان کا مکان ہے۔کبھی آئیں تو تصدیق کرلینا۔

یہ تو ایک رات کی بات ہے۔ جب میرے شیخ کے تالاب میں جون کے مہینہ میں پانی خشک ہو جاتا تو اختر شیخ کے وضو کے لیے لوہے کا گھڑا سر پر رکھ کر ایک میل سے پانی لاتا تھا اور لو چلتی رہتی تھی۔ آپ لوگوں نے تو مجھ کو یہاں اس وقت پایا جب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے رحمتِ خاص کے دروازے کھول دیے اور میرے بڑھاپے پر پینشن جاری کردی۔ میری جوانی آپ دیکھتے تو پتہ چلتا کہ اللہ تعالیٰ نے اختر کو اپنی کس توفیق سے نوازا تھا۔ میرا شیخ ناشتہ بھی نہیں کرتا تھا۔ شیخ ستر سال کے تھے اور میری جوانی تھی لیکن میں نے اپنے شیخ کی محبت میں دس برس تک کبھی ناشتہ نہیں کیا، دس برس تک

فجر سے لے کر ایک بجے دوپہر تک ایک قطرہ چائے نہ پانی کچھ بھی منہ میں نہ جاتا۔ جوانی میں بھوک کتنی لگتی ہے۔ مجھے اس راز کو اللہ کے بھروسے پر فاش کرنا پڑا۔حق تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت تھی اختر پر کہ جوانی میں دس برس تک بغیر ناشتہ کے رہا ہوں اور یہ فعل میرا اختیاری تھا۔ میرے شیخ کے گھر والوں نے ناشتہ کی پیشکش کی تھی مگر میں نے کہا کہ چونکہ میرے حضرت ناشتہ نہیں کرتے تو مجھے شرم آتی ہے کہ میرا مرشد ناشتہ نہ کرے اور میں ناشتہ کرلوں۔ میرا ناشتہ شیخ کی محبت اور ذکروتلاوت و اشراق سے ہوتا تھا اور اس کی لذت آج تک محسوس کرتا ہوں۔ لہٰذا حضرت جب ایک بجے کھانا کھاتے تھے تو میں بھی حضرت کے ساتھ ایک بجے کھاتا تھا۔ مگر جو مزہ مجھ کو ملتا تھا اس کو بس مت پوچھو۔

تو آج میں آپ لوگوں کو شارٹ کٹ **(Short cut)** راستہ بتاتا ہوں کہ دنیا میں جس ولی اللہ سے یا ان کے غلاموں سے مناسبت ہو اس کی خدمت اور محبت کرو مگر اخلاص کے ساتھ۔ اللہ کے یہاں محبت وہی مقبول ہے جو اتباع کے ساتھ ہو، شیخ کے مشورے پر جان کی بازی لگادو، اخلاص کے ساتھ، اللہ کے لیے۔

عِلمِ لَدُنّی کا ثبوت نص قطعی سے

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عالم نے کہا اور یہ سید احمد صاحب

عالم نہیں تھے مگر علماء ان سے بیعت تھے،ان کی نسبت اتنی قوی تھی، علم لدنی حاصل تھا۔ ایک عالم مولانا عبدالحی بڑھانوی نے کہا کہ مجھے دو رکعت ایسی پڑھوا دیجیے جس میں وسوسہ نہ آئے، پوری نماز میں اللہ اکبر سے لے کر سلام پھیرنے تک میرا دل اللہ کے سامنے پیش رہے۔ فرمایا اچھی بات ہے، دیکھی جائے گی کبھی۔ بس ایک رات سید صاحب کو القاء ہوا کہ آج اس کو وہ نماز پڑھوا دو۔ آسمان سے دل پر حکم آگیا۔ بس حضرت سید احمد شہید اٹھے، مولانا کو جگایا اور فرمایا، ''مولانا اللہ کے لیے اٹھ جایئے۔'' مولانا اٹھ گئے پھر فرمایا ''مولانا اللہ کے لیے وضو کرلیجیے'' مولانا نے وضو کرلیا۔ پھر فرمایا، ''مولانا اللہ کے لیے دو رکعت پڑھ لیجیے'' وہی نماز جو ان کی تمنا تھی پاگئے۔ اسی ادا پر حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت ہوگئے۔ بڑے بڑے علماء سید صاحب سے بیعت تھے اور خود سید صاحب عالم نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ بعض کو علمِ لدنی عطا فرماتا ہے۔ یہ تصوف بلا دلیل نہیں ہے۔

﴿ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً ﴾

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جس کو چاہتے ہیں علم لدنی عطا کرتے ہیں، اس کو آسمان سے علم عطا ہوجاتا ہے۔

ایک بے پڑھے لکھے شیخ عالم نہیں تھے۔ ایک مفتی صاحب نے ان بزرگ سے کہا کہ اس جوان کی زندگی مت ضائع کرو جو اُن

کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس کو میرے مدرسے میں بھیج دیجیے۔ فرمایا پہلے آپ اس سے کوئی سوال کرلیں، یہ قابل نہیں مقبول ہے۔ آپ سوال کر کے دیکھئے۔ تو اس عالم نے سوال کیا کہ وضو کرتے وقت فرض کو مؤخر کیوں کیا جب کہ فرض کا درجہ زیادہ ہے اس لیے پہلے منہ دھونا چاہیے تھا جو فرض ہے لیکن ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ناک میں پانی لینا سنت ہے تو یہاں سنتوں کو فرض پر کیوں مقدم کیا؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ فوراً آسمان سے اس کے دل میں آواز آگئی۔ اس نے کہا کہ سنت کو فرض پر اس لیے مقدم کیا کہ سنت مکمّل فرض ہے، سنت سے فرض کی تکمیل ہوتی ہے۔ وضو کے صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ پانی کا رنگ اور ذائقہ اور بو صحیح ہو۔ تو پانی ہاتھ میں لینے سے پانی کا رنگ نظر آجائے گا کہ رنگ تبدیل تو نہیں ہوچکا اور پانی وضو کے قابل ہے یا نہیں۔ اس کے بعد کلی کرنا سنت ہے تاکہ پانی کا ذائقہ معلوم ہوجائے کیونکہ اگر ذائقہ بدل جائے تو پانی وضو کے قابل نہیں رہتا۔ اس کے بعد ناک میں تین دفعہ پانی لینے کا حکم ہے تاکہ سونگھ کر پتہ چل جائے کہ پانی سڑا ہوا تو نہیں ہے اور وضو کے قابل ہے۔ پس فرض کی تکمیل کے لیے سنت کو مقدم کیا۔ یہ حکمت ہے وضو میں سنتوں کی تقدیم کی۔ بس اس عالم کے ہوش اڑ گئے کہ یہ بچہ جس نے مدرسہ کا منہ نہیں دیکھا کہاں سے جواب دے رہا ہے۔

وہ قابل تو نہیں تھا لیکن خدمتِ شیخ کی برکت سے

مقبول ہوگیا۔ جب مقبول ہوگیا تو جس کا مقبول ہے وہ اس کی آبرو کی لاج رکھتا ہے جیسے آپ اپنے پیاروں کی لاج رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیاروں کی لاج رکھتے ہیں۔

حصول ولایت کے پانچ اعمال

اب میں متن پیش کرتا ہوں یعنی پانچ اعمال جن سے آپ کو ولایت کا اسٹرکچر (**Structure**) اور فنشنگ (**Finishing**) معلوم ہو جائے گا۔

ا۔ اہل اللہ کی مصاحبت

روئے زمین پر جس کسی اللہ والے سے مناسبت ہو اس کی صحبت میں رہا کرو اور خواتین اس کی باتیں اور تقریر سنتی رہیں اور اس کی کتابیں پڑھتی رہیں۔ مرد آنکھوں سے صحبت یافتہ ہوں گے اور عورتیں کانوں سے صحبت یافتہ ہوجائیں گی۔ اس اللہ والے کا فیضِ نسبت اور دردِ دل الفاظ کے ذریعے کانوں سے ان کے دل میں اتر جائے گا۔ رابعہ بصریہ ہوجائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کی دلیل **کونوا مع الصادقین** ہے جس کا ترجمہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہ پڑو۔ لیکن کتنا عرصہ اللہ والوں کے ساتھ رہو؟ تفسیر روح المعانی پیش کرتا ہوں جو عربی زبان میں سب سے بڑی تفسیر ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں **خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ** اتنا زیادہ اللہ والوں کے ساتھ رہو کہ ان ہی جیسے ہوجاؤ۔ اگر ان

جیسے نہیں ہوئے تو تمہارا کونوا جو ہے کونوا نہیں ہے کانا ہے۔ تم دردِ دل سے اللہ والوں کے ساتھ نہیں ہو، جانبازی کے ساتھ نہیں ہو، اخلاص کے ساتھ نہیں ہو، مخنثیت اور ہیجڑے پن کے ساتھ ہو کہ جہاں تمہیں آسانی ملتی ہے شیخ کے ساتھ رہتے ہو، جہاں کہیں مشکل لگتی ہے، گناہ سے جہاں بچنا ہوتا ہے تو شیخ کا ساتھ چھوڑ دیتے ہو اور حرام لذت سے اپنی جان کو آشنا کرکے اس کو ناپاک اور پلید کرکے مقام لید پر پہنچ جاتے ہو۔ بھلا یہ رفاقت ہے شیخ کی! یہ رفاقت نہیں ہے، ایسا شخص شیخ کے ساتھ ہوکر بھی ساتھ نہیں ہے۔

۲۔ ذکر اللہ پر مداومت

شیخ جو ذکر بتادے اس پر مداومت کرو، ہمیشگی کرو کبھی ناغہ نہ کرو، تھک جاؤ تو تعداد کم کردو مثلاً اگر سو دفعہ ذکر کرتے ہو تو دس مرتبہ کرلو مگر ناغہ نہ کرو اور اپنے نفس کے گریبان میں منہ ڈالو اور پوچھو کہ تمہارے کتنے دن رات ایسے گذرے ہیں جس دن تم نے ایک دفعہ بھی اللہ نہیں کہا اور کھانا کھا کر سوگئے حالانکہ کوئی عذر نہ تھا۔ اگر کسی دن زیادہ تھک گئے اور سو دفعہ پڑھتے تھے تو دس دفعہ پڑھ لو اور اگر تین سو مرتبہ پڑھتے تھے تو اس دن تیس مرتبہ پڑھ لو تو تمہارا تین سو ادا ہوجائے گا کیونکہ ایک پر دس کا وعدہ ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے اپنے مرشد حکیم الامت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپ نے مجھ کو ستر مرتبہ صلوٰۃ تنجینا بتایا ہے اور میں جون پور کی شاہی مسجد میں سولہ سبق پڑھاتا ہوں اور سب موقوف علیہ سے اوپر کے ہیں یعنی مشکوٰۃ شریف اور جلالین کے اوپر کے۔ تو حکیم الامت نے لکھا کہ اگر آپ علم دین کی مشغولی سے ستر دفعہ نہیں پڑھ سکتے تو سات دفعہ پڑھ لیں۔ قرآن پاک میں ایک پر دس کا وعدہ ہے۔ تو سات کو دس سے ضرب کرلو، ستر دفعہ ہو جائے گا۔ شیخ ایسا حکیم الامت ہونا چاہیے۔ اگر کسی دن آپ کو سستی ہو اور دل نہیں چاہتا تو کم از کم سو کی جگہ دس مرتبہ پڑھ کر سو جاؤ۔ اگر اتنا بھی نہ کرسکو تو ایسے ظالم مرید کو کہتا ہوں کہ اس دن کھانا مت کھاؤ، بغیر کھائے سو جاؤ۔ کچھ غیرت کرو شیخ کی بات پر۔ ایک وقت نفس کو فاقہ کراؤ۔ یہ نفس بغیر سزا کے صحیح نہیں ہوتا۔ اس کا کورٹ مارشل کرنا پڑتا ہے، مگر روح کو چیف ایگزیکٹو بننا پڑتا ہے۔ روح کا بھی یہ مقام ہونا چاہیے کہ نفس کو سزا دینے کی طاقت رکھے، روحانیت اتنی قوی ہونی چاہیے۔

۳۔ گناہوں سے محافظت

باب مفاعلت کیوں استعمال کر رہا ہوں کہ باب مفاعلت میں فعل دونوں طرف سے ہوتا ہے جیسے مقاتلہ میں قتال دونوں طرف سے ہوتا ہے تو محافظت کے معنیٰ یہ ہوئے کہ آپ گناہ سے اپنے کو دور رکھیے اور گناہ کو بھی اپنے سے دور رکھیے، بھاگئے بھی اور

بھگایئے بھی، تب محافظت ہوگی۔ بھاگو اور بھگاؤ۔ معشوقوں کو اپنے سے بھگاؤ اور خود معشوقوں سے بھاگو کیونکہ بعض معشوق ایسے ہیں کہ جس رفتار سے آپ بھاگیں گے وہ اپنی تھوڑی سی اسپیڈ بڑھا کر آپ کو دبوچ لیں گے۔ پھر آپ ایک نئے صوبے دبوچستان پہنچ جائیں گے جہاں عاشق معشوق کو دبوچ لیتے ہیں، لہٰذا اتنا تیز بھاگو کہ فرار میں معشوق کی اسپیڈ آپ کو نہ پاسکے۔ اپنی جان کی بازی لگادو، پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے گی۔ اللہ اس دبوچیا یعنی دبوچنے والے کو خود بھگادیں گے۔خوب سمجھ لو کہ گناہ سے خود بھاگو اور گناہ کو بھگاؤ۔ اگر آپ کے کمرے میں کوئی معشوق آجاتا ہے تو آپ اس کو کمرے سے بھگادیجیے اور صاف کہہ دیجیے کہ آپ میرے ایمان کے لیے مضر ہیں، آپ کہیں دور جاکر بیٹھیے۔ اگراس کو دعا تعویذ چاہیے تو کسی اور کے ذریعے بھجوادیجیے، آپ بیچ میں کوئی رابطہ بنالیجیے یا کہیے کہ کسی کو بھیج دیجیے میں اس کو تعویذ دے دوں گا، آپ کے خط کا جواب لکھ دوں گا وہاں جاکر پڑھ لینا۔ اس میں بھاگنا بھی ہے بھگانا بھی ہے، بھاگو اور بھگاؤ، جاگو اور جگاؤ۔

۴۔ اسبابِ گناہ سے مباعدت

گناہ کے جو اسباب ہیں ان سے آپ دور رہیے اور ان کو دور رکھیے مثلاً لڑکیاں پی۔ اے (P.A) مت رکھو ورنہ بے پئے

ہر وقت پٹے رہو گے۔ دنیا کا نقصان برداشت کر لو لیکن اللہ کو ناراض نہ کرو۔ یہ نہ سوچو کہ اگر اپنے جنرل اسٹور میں لڑکیاں رکھیں گے تو لڑکیوں کی وجہ سے گاہک زیادہ آئیں گے۔ دنیا تو ملے گی مگر مولیٰ نہیں ملے گا۔ دنیا تو ایک دن لات مارے گی اور قبر میں دفن ہو جاؤ گے پھر دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر کون کام آتا ہے۔

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جز عمل قبر میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

تو اسباب گناہ سے بھی بچو لڑکے ہوں یا لڑکیاں، یہ قید نہیں کہ ان میں حسن ہو، حسن ہو یا نہ ہو ان سے دور رہو۔ نامحرم عورتوں سے شرعی پردہ کرو۔ چچا زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی یہ جتنے ہمزاد ہیں سب سے بچو اور ایسے ہی چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد بہنوں سے بچو اور بھابھی سے تو بہت ہی بچو۔ بعض وقت میرے پاس ایسے کیس آئے ہیں کہ ایک صاحب نے کہا میری بھابھی دو بجے رات کو آ کے مجھے جگاتی ہے اور میرا بھائی ڈیوٹی پر رہتا ہے۔ کہتی ہے کہ مجھے چھوٹے بچے کے لیے دودھ گرم کرنا ہے اور وہاں بلی بیٹھی رہتی ہے، مجھے بلی سے بہت ڈر لگتا ہے۔ بھیا تم چل کے بلی کو بھگاؤ تاکہ میں دودھ گرم کرلوں اور اگر بلی نہ بھی

ہو تو بھی جب تک میں دودھ گرم کروں وہیں کھڑے رہنا، کہیں بلی نہ آجائے۔ اب اس میں کیا کیا راز ہیں۔ بتاؤ ایک غیر محرم مرد سے اس قدر قریب ہونا کہ وہ تنہائی میں باورچی خانے میں بلی بھگائے، یہ سب شیطان کے ہتھکنڈے ہیں۔ آدھی عقل کی ہیں مگر بڑے بڑے عقل والوں کی عقل اڑا دیتی ہیں۔ مگر سب ایک سی نہیں ہوتیں۔ بہت سی اللہ والی ہوتی ہیں۔ مگر چاہے اللہ والی کیا رابعہ بصریہ بھی ہو لیکن تنہائی میں اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں یا اس کو دیکھنا اور گندے خیالات پکانا سب حرام ہے۔ اسی طرح لڑکوں سے احتیاط کرو خصوصاً جو لڑکے اللہ والے ہوں ان سے اور زیادہ احتیاط چاہیے کیونکہ شیطان یہ کہہ کر کہ یہ اللہ والا ہے اس سے قریب کر دیتا ہے اور پھر گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے کیونکہ جو اسباب گناہ سے قریب ہوا پھر اس کی خیر نہیں۔

تو اسباب گناہ سے مباعدت کے معنی ہیں کہ گناہ کے اسباب سے دور رہو، کسی کو قریب نہ آنے دو۔ اگر گناہ کے اسباب سے قریب ہوگئے تو کب تک بچو گے، ایک دن مبتلا ہو جاؤ گے۔

۵۔ طریقِ سنت پر مواظبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ سنت پر قائم رہنا، یہ شریعت و طریقت کی جان ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیارا بننے کا قریب ترین راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾

اے نبی آپ اعلان کردیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری چلن چلو اللہ تم کو پیار کرلے گا۔ میں اللہ کا ایسا پیارا ہوں کہ جو میری چلن چلتا ہے اللہ اس کو بھی اپنا پیارا بنالیتا ہے۔ میرے دو شعر ہیں ؎

گر اتباع سنت نبوی کا ہو چلن
رفتار سے پوچھے کوئی رفتار کا عالم
نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

خانقاہ سے میرا رسالہ مفت ملتا ہے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں، اس کو حاصل کرلو اور اس پر عمل کرو۔ اگر مفت میں بھی نہ پیو تو کیا بات ہے۔ انگریزوں نے تو چائے مفت کی پلائی، تم نے خوب پی یہاں تک کہ اب خرید کے پیتے ہو اور میں مفت کی پلا رہا ہوں تو میری مفت والی بھی نہیں پیتے۔ بس میری تقریر ختم۔ یہ پانچ باتیں یاد کرلیجیے۔ یہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو ولی اللہ بنادیں گی اور جلد بنادیں گی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا ولی اللہ بنانے کی یہ پانچ باتیں ضمانت ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

☆☆☆☆☆☆

ولی اللہ
بنانے والے چار اعمال
مؤلف
عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

فون: ۴۹۹۲۱۷۶ ـ ۴۸۱۸۱۱۲

نام کتابچہ: ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب: حضرت سید عشرت جمیل ملقب بہ میر صاحب مدظلہم العالی

تصحیح بعد از کتابت: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب دامت برکاتہم

باہتمام: ابراہیم برادران سلمہم الرحمٰن

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

فون: ۴۹۹۲۱۷۶۰ ـ ۴۸۱۸۱۱۲

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال کے لئے مبشرات

(۱)— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اختر صاحب ادام اللہ ظلہم کے ایک خادم نے خواب دیکھا کہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کی چھت پر اعلان ہو رہا ہے کہ مسجد اشرف میں چار اعمال پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان ہو رہا ہے اور آپ کی آواز مبارک پوری خانقاہ میں آرہی تھی۔

(۲)— ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ وہ روضۂ مبارک میں داخل ہوگئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ ایک طرف مرشدنا و مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی مع احباب کے موجود ہیں اور صحابہ کرام بھی تشریف فرما ہیں۔ خواب دیکھنے والے کو کسی نے بتایا کہ ولی اللہ بنانے والے چار اعمال کو حضور صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم نے پسند فرمایا ہے جس کے بعد حضرت یہ رسالہ صحابہ کرام کو بھی دکھا رہے ہیں۔

(۳)— حضرت والا کے ایک خادم نے خواب دیکھا کہ حضرت کے حجرہ سے اوپر کی جانب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز آرہی ہے کہ اپنی پوری زندگی ان چار اعمال پر گذار لو تو ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جاؤ گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو اُن پر عمل کرے گا مرنے سے پ
ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دُنیا سے جائے گا اور اُن کی برکت
ان شاء اللہ تعالیٰ دین کے تمام احکام پر عمل کی توفیق ہوجائے گی
یہ احکام لوگوں کو مشکل معلوم ہوتے ہیں بوجہ نفس پر گراں ہونے کے
طالبِ علم پرچے کے مشکل سوال حل کرلیتا ہے اُس کو آسان سوال

مشکل نہیں ہوتا۔ پس نفس پر جبر کرکے اللہ کو خوش کرنے کے
جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اُس کو پورے دین پر عمل کرنا آسا
جائے گا اور وُہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

① ایک مُٹھی ڈاڑھی رکھنا۔

بُخاری شریف کی حدیث ہے۔

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْ
الشَّوَارِبَ وَكَانَ بْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ
اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَ

(بُخَارِی ج ۲ باب تَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ ص ۸۷۵)

ترجمہ: مُشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں
اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عُمرہ کر
تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مُٹھی میں پکڑ لیتے تھے پ
سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے اور بُخاری

کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى۔

(بخاری ج ۲ باب اعفاء اللحیٰ ص ۸۷۵)

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مُٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے جس طرح وتر کی نماز واج

ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے

طرح ایک مُٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا

پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ ش

تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَا دُوْنَ الْقُبْضَةِ ك

يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَا

فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ۔ (شامی، جلد، ص ۲

ترجمہ: ڈاڑھی کا کتروانا جبکہ وہ ایک مُٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض

اہلِ مغرب اور بے پڑھے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک
جائز نہیں۔
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد: ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے
کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام
اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لئے ٹھوڑی کے نیچے
بھی ایک مٹھی ہونی چاہیئے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف
سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیئے یعنی تینوں طرف سے ایک
ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی
نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں او
طرف سے کترا دیتے ہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں ط
سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے۔ اگر ایک طرف سے بھی ا
مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہوگی تو ایسا کرنا حرا

گناہ کبیرہ ہے۔

② ٹخنے کھلے رکھنا یعنی پاجامہ شلوار وغیرہ سے ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا۔

مردوں کو ٹخنے ڈھانپنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِـ

الْاِزَارِ فِي النَّارِ۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۶۱ بَابُ

اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ)

ترجمہ: ازار سے (پاجامہ لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ

وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا

معلوم ہوا کہ ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ صغیرہ گ

پر دوزخ کی وعید نہیں آتی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجهود شر

ابی داؤد میں لکھا ہے کہ ازار سے مُراد وہ لباس ہے جو او
سے آرہا ہے تہبند، لُنگی، شلوار، پاجامہ، کرتہ وغیرہ اس سے
ٹخنے نہیں چھپنا چاہئیں۔ جو لباس نیچے سے آتے جیسے موزہ ا
سے ٹخنے چھُپانا گناہ نہیں لہٰذا اگر ٹخنے چھُپانے کو جی چاہتا ہے
تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند
پاجامہ، چادر یا کُرتہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں بلکہ ا
حالت میں بھی اُوپر سے نیچے کی طرف آنے والے لباس کا ٹخن
سے اوپر رہنا ہی واجب ہے اور ٹخنے دو حالتوں میں کُھلے
ضروری ہیں :

① جس وقت کھڑے ہوں ② جس وقت چل رہے
پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹے ہوئے ٹخنہ ازار سے چھُپ جائے
کوئی گناہ نہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنے صرف نماز میں کُھ
ہونے چاہئیں اس لئے جب مسجد میں آتے ہیں تو ٹخنے کھو

لیتے ہیں۔ یہ سخت غلط فہمی ہے۔ خوب سمجھ لیں کہ ٹخنے کھو
صرف نماز ہی میں ضروری نہیں بلکہ جب کھڑے ہوں یا چل
ہوں تو ٹخنے کھلے رکھنا ضروری ہے ورنہ گناہ کبیرہ کے مرتکب
ہوں گے۔

حضرت علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علی
فرماتے ہیں:

(وَهٰذَا فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَآءِ)

(بذل المجهود، کتاب اللباس ص ۵۷)

اور یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کو ٹخنے چھپا
کا حکم ہے۔

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
(اِنِّيْ حَمِشُ السَّاقَيْنِ)
کہ میری پنڈلیاں سوکھ گئی ہیں۔

مطلب یہ تھا کہ کیا اِس بیماری کی وجہ سے مَیں ٹخنے ڈھان
سکتا ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ٹخنہ چھپانے
اجازت نہیں دی اور فرمایا :

(اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلَ)

(فتح البَاری ج ۱۰ کتاب اللباس ص ۲۶۳)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والے سے محبت نہیں کر
دوستو! غور کریں کہ ٹخنہ چھپاکر اللہ تعالیٰ کی محبت
محروم ہوجانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ
نے ایک صحابی سے جن کی چادر نیچے زمین پر گھسٹ رہی
فرمایا جو تازیانۂ محبت ہے کہ :

(اَمَا لَكَ فِيَّ اُسْوَةٌ)

(فتح البارى ج ۱۰ کتاب اللباس ص ۲۶۳)

ترجمہ : کیا میرے طرزِ حیات میں تیرے لئے نمونہ نہیں

پس محبت کے لئے صرف زبانی دعوے کافی نہیں ہیں، محب
تو محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهٗ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

یعنی اگر تو محبت میں صادق ہوتا تو محبوب کی اطاعت کر
عاشق جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع و فرماں بردار
پس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ و رسول کی نافرمانی نہ
ان کے ہر حکم کو بجا لائیں تو ہم محبت میں سچے ہیں۔

مندرجہ بالا دو اعمال تو مردوں کے لئے ہیں۔ ان کے
عورتیں مندرجہ ذیل دو اعمال کا اہتمام کریں تو ان شاء اللہ تعا
اللہ تعالیٰ کی ولیہ بن جائیں گی:۔

(۱) شرعی پردہ: آج کل ایک گناہ میں عام ابتلا
اور وہ بے شرعی پردہ نہ کرنا عوام تو کیا اکثر خواص بھی اس میں

ہیں کہ خاندان کے نامحرموں سے پردہ کا اہتمام نہیں۔ عورتیں گھ
باہر جاتی ہیں تو برقعہ اوڑھ کر جاتی ہیں لیکن نامحرم رشتہ داروں سے
پردہ نہیں کرتیں حالانکہ ان سے پردہ کرنا بھی شریعت کا حکم ہے
بلکہ ان سے پردہ کا اہتمام زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان سے وا
زیادہ پڑتا ہے۔ لہٰذا خاندان کے نامحرموں سے زیادہ احت
کی ضرورت ہے۔

عورتوں کے لیے مندرجہ ذیل رشتہ دار نامحرم ہیں ا
لیے ان سے پردہ کرنا ضروری ہے:۔

خالو، پھوپھا، چچازاد بھائی، تایازاد بھائی، پھوپھی
بھائی، خالہ زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، بہنوئی، شوہر کے
مرد رشتہ دار علاوہ سُسر یہ سب نامحرم ہیں۔ عورتوں کو چ
کہ دیور اور جیٹھ سے پردہ کا خاص اہتمام کریں۔ ایک عورت
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم دیور (یعنی شوہر

بھائی) سے پردہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیور
موت ہے موت یعنی جس طرح موت زندگی کو ختم کر دیتی ہے
اسی طرح دیور سے پردہ نہ کرنا دین کو تباہ کر دے گا اس لئے دی
سے اس طرح ڈرنا چاہیئے جیسے موت سے۔ چونکہ اس میں فت
زیادہ ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خاص تا
اور تنبیہ فرمائی۔ اسی کو اکبر الٰہ آبادی نے کہا ہے کہ ۔

آج کل پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا
جس کو سمجھے تھے کہ بیٹا ہے بھتیجہ نکلا

شرعی پردہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کمرہ میں کنڈی لگا کر کمرے میں
ہو کر بیٹھ جائیں بلکہ اگر گھر چھوٹا ہے تو اچھی طرح گھونگھٹ نکال
کہ چہرہ بالکل نظر نہ آئے اور چادر سے بدن چھپا کر گھر کا کام کا
کرتی رہیں لیکن اگر گھر میں کوئی نہیں ہے تو نامحرم کے ساتھ تنہا
جائز نہیں اور بے ضرورت نامحرموں سے گفتگو نہ کریں۔ اگر کو

ضروری بات کرنی ہو مثلاً سودا سلف منگانا ہو تو پردہ سے آ
ذرا بھاری کر کے کہہ دیں اور ایک دستر خوان پر نامحرموں کے س
کھانا نہ کھائیں یا تو اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ کھائیں یا عورت
ایک ساتھ کھائیں مرد ایک ساتھ کھائیں۔ اسی طرح چھوٹے بچ
کو گھر میں نوکر رکھ لیتے ہیں لیکن جب وہ جوان ہو جاتے ہیں
بیگم صاحبہ کہتی ہیں کہ اس سے کیا پردہ، اس کو تو میں نے ہگا
مُتایا ہے۔ خوب سمجھ لیں کہ اس سے پردہ واجب ہے بچپن ک
احکام اور ہیں، جوانی کے احکام اور ہیں۔ ہگانے مُتانے س
کیا ہوتا ہے۔ اپنے ہی بچہ کو بچپن میں ہگاتی مُتاتی ہو، نہلاتی ہو
کیا جوان ہونے کے بعد ہگا مُتا سکتی ہو؟ بڑے ہونے کے ب
جب اپنی اولاد کے لئے احکام بدل گئے تو نوکر تو نامحرم ہے
اس سے پردہ نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ اسی طرح آج کل ایک بیما
اور پھیل گئی ہے کہ میرا منہ بولا بھائی ہے، یہ میرا منہ بولا بیٹا ہے

مُنہ بولنے سے نہ کوئی بھائی ہوجاتا ہے نہ بیٹا ہوجاتا ہے۔ ال
سے پردہ ہے۔

(۲) شوہر کے حقوق کا خیال رکھنا: عورتوں کے لئے ا
کی ولیہ بنانے والا دوسرا خاص عمل شوہر کے حقوق کا خیال ر
ہے۔ اس عمل کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ قربِ عظیم عطا ہو
اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق رکھا ہے، اس کو عظمت ا
بزرگی دی ہے اور اس کو عورت پر حاکم بنایا ہے اس لئے ش
کو خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور اس کو ناراض کرنا بہت
گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچو
وقت کی نماز پڑھتی رہے، رمضان کے مہینہ کے روزے رکھے
اپنی آبرو کو بچاتے رہے یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر
تابعداری و فرماں برداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے کہ جِ
دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے یعنی جنت کے آٹھ

دروازوں میں جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں
ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس عورت
موت اس حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے
وہ جنتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا
سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو حکم دیتا کہ
شوہر کو سجدہ کرے (لیکن چونکہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز
اس لئے عورت کو بھی جائز نہیں کہ شوہر کو سجدہ کرے) اور حضـ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے کام
لئے بلائے تو فوراً اس کے پاس آئے حتیٰ کہ اگر چولہے پر کھانا پکا
میں مصروف ہے تب بھی چلی آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے کہ شوہر کے بلانے پر اس کی بیوی اگر اس کے پاس لیٹنے
لئے نہ آئی اور وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو تمام فرشتے
تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی شرعی

طبعی عذر ہے تو شوہر کو بتا دے کہ مثلاً ایام آرہے ہیں یہ شرعی عذر
ہے یا اگر بیمار ہے تو عذر کر دے یہ طبعی عذر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے شوہر کو ستاتی ہے تو
جو حور جنت میں اس کو ملنے والی ہے کہتی ہے کہ تیرا ناس ہو
اس کو مت ستا' یہ تو تیرے پاس چند دن کے لئے مہمان ہے
تو تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے
اور نہ کوئی نیکی اُن میں سے ایک وہ عورت ہے جس کا شوہر اس
سے ناخوش ہو۔ کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اچھی عورت کون سی ہے؟
آپ نے فرمایا کہ وہ عورت کہ اس کا شوہر جب اس کی طرف
دیکھے تو خوش کر دے' وہ جب کچھ کہے تو اس کا کہنا مانے اور اپنی
جان و مال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے اور شوہر کا ایک حق یہ

ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بغیر اس کی اجازت کے نفل روزے نہ
نہ نفل نماز پڑھے اور ایک حق اس کا یہ ہے کہ شوہر کے سا
میلی کچیلی اور صورت بگاڑ کے نہ رہے بلکہ بناؤ سنگھار سے ر
اور شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے
کہیں نہ جائے نہ رشتہ داروں کے گھر نہ غیر کے گھر۔

مزید مشورہ

اِس سلسلے میں میرے وعظ " حقوق الرجا
کا مطالعہ کر لیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ہو گا۔

(۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا۔

اِس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بدنظری کو
گناہ ہی نہیں سمجھتے حالانکہ نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تع
نے قرآن پاک میں دیا ہے:

(قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ)

ترجمہ: اَے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ آپ
بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑ
مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آبھی گئی
لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا
ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے
نفس کو حرام مزہ آتے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے
حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عو
کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ عورتیں
اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں جب کہ نماز روزہ اور دوسر
احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم

اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

(زِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ)

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

(بخاری ج ۲ کتاب الاستیذان باب زنی الجوارح دون الفرج ص

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب

تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث

ہے:

(لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ)

(مشکوٰۃ، کتاب النکاح باب النظر الی المخطوبہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے بدنظری کرنے والے پر اور جو خود کو

بدنظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

نے لعنت کی بددعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے
سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ
کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین
نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔

پس قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور احادیث
مبارکہ کی روشنی میں بدنظری کرنے والے کو تین بُرے القاب
ملتے ہیں:

(۱) اللہ و رسول کا نافرمان (۲) آنکھوں کا زناکار (۳) مل

اگر کسی کو ان القاب سے پکارا جائے تو کس قدر ناگوار
ہوگا۔ لہٰذا اگر ان القاب سے بچنا ہے تو نگاہوں کی حفاظت
ضروری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب لیا نہ دیا صرف
ہی تو لیا، یہ مولوی لوگ بے کار میں ڈنڈا لے کر ہمیں دوڑاتے
ارے مولوی لوگ نہیں دوڑاتے اللہ و رسول منع فرماتے ہیں

مسئلہ نہیں بناتا مسئلہ بتاتا ہے جیسا کہ اوپر قرآن و حدیث پیش
گئی ہے. کیا یہ مولوی کی بات ہے؟ اور میں کہتا ہوں کہ نہ
نہ دیا صرف دیکھ لیا اگر اتنی معمولی بات ہے تو پھر کیوں دیکھ
ہو؟ نہ دیکھو! معلوم ہوا کہ دیکھ کر ضرور کچھ لیتے دیتے ہو جب
ہی تو دیکھتے ہو اور وہ حرام لذت ہے جو آنکھوں سے دل میں
امپورٹ (import) ہوتی ہے اور جس سے دل کا ستیاناس
ہو جاتا ہے۔

اللہ سے اتنی دُوری کسی گناہ میں نہیں ہوتی جتنی اس گ
سے ہوتی ہے، دل کا قبلہ ہی بدل جاتا ہے۔ دل کا رُخ
۹۰ ڈگری اللہ کی طرف تھا بدنظری سے ۱۸۰ ڈگری کا انحراف
ہوتا ہے اور گویا اللہ کی طرف پیٹھ اور اس حسین کی طرف منہ
رُخ ہو گیا۔ اب اگر نماز بھی پڑھ رہا ہے تو وہ حسین سامنے
تلاوت بھی کر رہا ہے تو وہ حسین سامنے ہے، تنہائی میں بھی

اسی حسین کا دھیان ہے۔ بجائے اللہ کے اب ہر وقت ا
حسین کی یاد دِل میں ہے۔ دِل کی ایسی تباہی کسی اور گناہ سے
نہیں ہوتی مثلاً نماز قضا کر دی یا جھوٹ بول دیا یا کسی کو ستا
دِل کا رُخ مثلاً ۴۵ ڈگری اللہ سے پھر گیا۔ پھر توبہ کر لی، اہل
سے معافی مانگ لی اور دِل کا رُخ پھر اللہ کی طرف صحیح ہو گ
لیکن بدنظری کا گناہ ایسا ہے کہ بندہ اللہ سے بالکل غافل ہو
ہے اور وہ حسین دل میں بس جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خاتمہ
خراب ہو گیا۔

کنز العمال کی حدیث ہے، اللہ تعالیٰ حدیث قدسی
ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ
اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا
مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ

حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِہٖ)

(کنز العُمّال ج ۵ ص ۳۲۸)

ترجمہ: نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے زہر میں بُجھا
ہوا جس نے میرے خوف سے اس کو ترک کیا اِس کے
بدلے میں اُس کو ایسا ایمان دوں گا جس کی مٹھاس کو
وہ اپنے دِل میں پالے گا۔

یعنی وہ واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی اِس کے دل میں موجود ہوگی
یہ تصورات، تخیلات اور وہمیات کی دُنیا نہیں ہے وحیِ الٰ
ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم تصور کر لو کہ ایمان کی مٹھاس دِل میں آگئی
بلکہ یَجِدُ فرمایا کہ تم اپنے دِل میں اُس مٹھاس کو پاؤ گے۔

دوستو! عمل کر کے دیکھتے دِل ایسی مٹھاس پاتے گا
جس کے آگے ہفت اقلیم کی سلطنت نگاہوں سے گر جاتے گی
علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالۃ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں

کہ نظر کی حفاظت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی مٹھاس
لے لی لیکن اس کے بدلہ میں دل کی غیر فانی مٹھاس عطا فرمادی۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ
اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا)

(مرقاۃ ج ۱ ص ۷۲)

ترجمہ: حلاوتِ ایمان جس قلب میں داخل ہوتی ہے پھر کبھی
نہیں نکلتی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(فَفِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى بِشَارَةِ حُسْنِ
الْخَاتِمَةِ) (مرقاۃ)

اور اس میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ جب ایمان دل سے
نکلے گا ہی نہیں تو خاتمہ ایمان ہی پر ہوگا لہٰذا حفاظتِ نظر حُسنِ خاتمہ

کی بھی ضمانت ہے۔ دوستو! آج کل یہ دولتِ حُسنِ خاتمہ باز
میں، ایئرپورٹوں پر، اسٹیشنوں پر تقسیم ہو رہی ہے۔ ان مقاما
نگاہوں کو بچاؤ اور دِل میں حلاوتِ ایمانی کا ذخیرہ کر لو اور حُسن
کی ضمانت لے لو۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آج کل اگر کثر
بے پردگی و عریانی ہے تو حلوۂ ایمانی کی بھی تو فراوانی ہے۔ نگ
بچاؤ اور حلوۂ ایمانی کھاؤ۔

(۴) قلب کی حفاظت کرنا۔

نظر کی حفاظت کے ساتھ دِل کی بھی حفاظت ضروری
بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی
حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن
دِل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دِل میں حسین شکلوں کا
لاکر حرام مزہ لیتے ہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ
فرماتے ہیں:

(یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ) (الآیہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو اور تمہارے دِلوں
کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

تم دل میں جو حرام مزے اُڑاتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے
ایک بزرگ فرماتے ہیں ۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تُو اے بے نیاز

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے
اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن خیال آنے
کے بعد اس میں مشغول ہوجانا یا پرانے گناہوں کو یاد کرکے اس
سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دِل
میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے

اور دِل میں گندے خیالات پکانے کا ایک عظیم نقصان یہ
کہ اس سے گناہ کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں جس
جسم کے گناہ میں مُبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شا
تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لئے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لئے
چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت
گی اور جب روح طاقتور ہو جائے گی تو گناہوں سے
ہو جائے گا۔

۱۔ ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھیں

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

(لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰہِ)

(مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر ص ۲۰۲

ترجمہ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی پردہ نہیں

جب بندہ زمین پر یہ کلمہ پڑھتا ہے تو عرشِ اعظم پر ا

کی لَآ اِلٰہ پہنچتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے کا ط

یہ ہے کہ جب لَآ اِلٰہَ کہیں تو ہلکا سا دھیان کریں کہ می

لَآ اِلٰہَ عرشِ اعظم تک پہنچ گئی اور جب اِلَّا اللّٰہ کہیں

ہلکا سا دھیان کریں کہ عرشِ اعظم سے ایک نور کے ستون ک

ذریعہ اللہ کا نور میرے دِل میں داخل ہو رہا ہے۔ ہلکا سا د

کریں، دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالیں۔ اندازہ سے آٹھ دس
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ ال
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہہ کر کلمہ کو پورا کرلیں۔

۲۔ ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں

پہلے اللّٰہ پر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے یعنی ایک مجل
میں جب اللّٰہ کا نام آئے تو ایک بار جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واج
محبت سے اللّٰہ کا نام لیں اور سوچیں کہ ایک زبان میرے
میں ہے ایک زبان میرے دِل میں ہے اور دونوں سے
ساتھ اللّٰہ کا نام نکل رہا ہے اور میرے بال بال سے اللّٰہ ک
نکل رہا ہے۔ ہلکا سا دھیان کافی ہے دماغ پر زیادہ زو
ڈالیں اور درمیان میں کبھی کبھی احقر کا یہ شعر پڑھیں تو اور لُ
آئے گا۔

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

۳۔ ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار استغفار کی پڑھیں

مثلاً (رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ)

ترجمہ: اَے اللہ! ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہم پر رحم کیجئے کیونکہ آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں

(اور) رحمت کی چار تفسیریں ہیں جو حضرت حکیم الاُمت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی

(۱) **توفیقِ طاعت** : گناہوں کی نحوست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری کی توفیق چھین جاتی ہے تو بندہ اللہ سے مُعافی مانگ کر یہ رحمت طلب کر رہا ہے کہ

پھر سے عبادت اور اپنی فرماں برداری کی توفیق عطا ف
جو ہماری نالائقیوں کی وجہ سے چھن گئی اور اب ہیں
سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگ لی ہے لہٰذا پھر سے
جاری فرما دیجئے۔

(۲) فراخئ معیشت : گناہوں کی وجہ سے ہما

بھی تنگ ہو جاتی ہے تو بندہ معافی مانگ کر یہ مانگ
ہماری روزی کو کشادہ کر دیجئے اور اس میں برکت بھ
دیجئے اور برکت کے معنی ہیں قلیل کثیر النفع کمیت
لیکن نفع کثیر ہو۔

(۳) بے حساب مغفرت : رحمت کی تیس

بے حساب مغفرت، اے اللہ! قیامت کے دن ہم
کتاب نہ لیجئے کیونکہ آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

مَنۡ نُوۡقِشَ عُذِّبَ۔ جس سے حساب لیا جائے گا
جس سے دار وگیر و مناقشہ کیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گ
اس لئے اَے اللہ قیامت کے دن ہماری بے حساب مغفر
فرما دیجئے۔

۴ دخولِ جنّت : اور رحمت کی چوتھی تفسیر ہے جنّ
میں دخولِ اوّلین یعنی بندہ کی طرف سے یہ درخواست ہے ک
اَے اللہ! مَیں نے آپ سے اپنے گناہوں کی مُعافی مانگ
اب قیامت کے دن مجُھے سزا نہ دیجئے بغیر سزا اور عذاب
مجُھے جنّت میں داخلۂ اوّلین نصیب فرما دیجئے۔

۴۔ دُرود شریف کی ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار

روزانہ سو بار دُرود شریف پڑھیں:

(صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ)

یہ مختصر دُرودشریف بھی حدیث پاک میں وارد ہے۔

اور دُرودشریف پڑھنے کا ایک دل نشین طریقہ میرے شیخ
حضرت مولانا شاہ عبدُالغنی صاحب پھولپوری رحمۃُ اللہ علیہ
اِس طرح بتایا تھا کہ دُرودشریف پڑھتے ہوئے یہ سوچے کہ
روضۂ مُبارک میں مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوں اور آ
سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پر رحمت کی جو بے شمار بارش ہو رہی
اس کے کچھ چھینٹے مجھ پر بھی پڑ رہے ہیں۔

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحم
سے کسی نے پوچھا کہ پہلے استغفار پڑھیں یا دُرودشریف؟ ف
کہ پہلے گندے اور میلے کپڑے دھوتے ہو یا عطر لگاتے ہو
لہٰذا پہلے روح کو گناہوں کی گندگیوں سے استغفار کے ذ
پاک کرلو پھر دُرودشریف کا عطر لگاؤ۔

مذکورہ بالا تسبیحات پابندی سے پڑھنے سے دِل نُور سے
بھر جائے گا، روح میں طاقت آ جائے گی اور گناہوں کی ظلمت سے
وحشت ہونے لگے گی۔ یہی فرق ہے ذاکر اور غیر ذاکر میں کہ ذا
سے اگر کبھی خطا ہو جاتی ہے تو اس کو فوراً ظلمت کا احساس
جاتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ نُور ہے، ظلمت آتے ہی تڑپ
ہے۔ اس لیے فوراً اللہ تعالیٰ سے مُعافی مانگ کر اور گناہوں
تلافی کر کے پھر نور کو اللہ تعالیٰ سے بحال کرا لیتا ہے اور غیر ذاکر
اندھے کے سے ہے جس کو اندھیرے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔

لہٰذا ان تسبیحات پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے
ان شاء اللہ تعالیٰ روح میں نفس و شیطان سے مقابلہ کی زبردست
قوت پیدا ہو جائے گی اور مذکورہ بالا احرام اعمال سے بچنا
آسان ہو جائے گا اور ایک دِن ایسا آئے گا کہ گناہ کرنے
ہمت نہ ہو گی اور گناہوں سے حفاظت پر ہی اللہ تعالےٰ

دوستی موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(اِنْ اَوْلِیَاؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ)

ترجمہ: یعنی میرا کوئی دوست نہیں ہے لیکن صرف وہ بندے
جو گناہ نہیں کرتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی بُنیاد تقویٰ ہے حتیٰ کہ
اللہ تعالیٰ کی ولایت کا سب سے اعلیٰ مقامِ صدیقیت، تقویٰ
ہی موقوف ہے۔ جو جتنا بڑا متقی ہے اتنا ہی بڑا اللہ کا ولی ہے
کیونکہ گناہوں سے بچنے سے دِل کو غم ہوتا ہے اور صبر کا تلخ
گھونٹ پینا پڑتا ہے تو اِسی غم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی
کا انعامِ عظیم فرمایا۔

اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، تقویٰ کامل نصیب
فرمائیں اور بدونِ استحقاق محض اپنے کرم سے ہم سب کو

ولایتِ صدیقیت کی منتہا تک پہنچا دیں، آمین۔

آفتابت بر حدث ہامی زند
لطفِ عامِ تو نمی جوید سند

اے اللہ! آپ کا سورج نجاستوں پر پڑتا ہے تو
بھی اپنے فیض سے محروم نہیں کرتا کیونکہ آپ کا کرم قابلیت
تلاش کرتا۔ پس آفتابِ کرم! اپنی ایک شعاعِ کرم اِن
پر بھی ڈال دیجئے اور جذب فرما کر اپنا بنا لیجئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

مایوس نہ ہوں اہلِ زمیں اپنی خطا سے
تقدیر بدل جاتی ہے مضطر کی دُعا سے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

(۲) دو مراقبے ...... محافظ ولایت

دو مراقبے ایسے ہیں کہ جو اِن کو کرے گا ان شاء اللہ
کبر کی بیماری سے محفوظ رہے گا کیونکہ کبر کی بیماری اتنی خط
کہ حدیث پاک میں ہے کہ جس کے دِل میں رائی کے برا
وہ جنّت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اِسی بیماری نے ابلیس
کیا جب اس نے کہا انا خیرٌ منہ میں حض
علیہ السّلام سے بہتر ہوں خلقتنی من نار و
من طین مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور
مٹی سے پیدا کیا اور آگ کا کرہ مٹی کے کرہ سے اوپر ہے
میں اس خبیث نے دَر پردہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا ک
افضل کو فاضل کے آگے جھکا رہے ہیں۔ پس جو ابلیس
نقشِ قدم پر چلے گا۔ یعنی جس کے دِل میں تکبر ہوگا خطرہ

بارگاہِ خداوندی سے مردود کر دیا جائے۔ اس لئے مندرجہ ذ
مراقبے مردودیت سے حفاظت کی ان شاء اللہ تعالیٰ ضمانت
ہیں کیونکہ ان کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ دِل میں تکبر پیدا نہیں
ہوسکتا۔ پس یہ مراقبے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت کے اعما
کے محافظ ہیں کیونکہ جتنا نیکیاں کمانا ضروری ہے اتنا ہی ان کا
ضروری ہے۔

اب کوئی کہے کہ مراقبہ کا کیا ثبوت ہے تو میرے ش
حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ مراقبہ کی دلیل یہ حدیث ہے رَاقِبِ اللّٰ
تَجِدْهُ تُجَاهَكَ اللہ تعالیٰ کا دھیان کر تو اس ک
اپنے سامنے پائے گا۔ صوفیاء کرام جو مراقبہ کراتے ہیں اس ک
منشاء وہی ہے جو حدیثِ احسان میں بیان ہوا اَنْ تَعْبُدَ
اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ الخ اللہ کا ایسا دھیان پیدا ہو جائے

گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور جس کو یہ کیفیت حاصل ہو گی
وہ گناہ کیسے کرے گا اور جو گناہوں سے بچ جائے گا وہ اللہ تعا
ولی ہو جائے گا کیونکہ ولایت کی بنیاد تقویٰ ہے۔ کم
قال اللہ تعالیٰ ان اولیاءہ الا المتقو
اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی ولی نہیں ہے لیکن صرف متقی بند
لیکن آج کل بعض جاہل صوفیاء، اناڑی اور گمراہ قسم
لوگ جو مراقبے کرا رہے ہیں مثلاً گھنٹوں دھیان کرانا کہ روشنی
بڑھتے بڑھتے مختلف رنگوں میں تبدیل ہو گیا یا زمین سے ہو
میں اُڑ رہا ہوں یا زمین سے آسمان تک نور جب تک نہ نظ
دھیان کئے ہوئے ساکت بیٹھے رہو حتیٰ کہ لوگ اِن جاہلانہ مر
سے پاگل ہو رہے ہیں لہٰذا خوب سمجھ لیں کہ ایسے مراقبے ہرگز
نہیں۔ اِسی لئے مراقبہ کا مقصد اوپر بیان کر دیا کہ اللہ کا دھیا
میں ایسا جم جائے کہ اللہ کی نافرمانی کے اعمال سے حفاظت

کیونکہ نافرمانی کے اعمال سے بندہ اللہ تعالیٰ کی ولایت
دوستی سے محروم ہوجاتا ہے۔

مراقبہ نمبر ا

ما اصابك من حسنة فمن الله الخ

سب سے پہلا مراقبہ یہ ہے کہ جب کوئی نیک عمل ہوجا
اس کو اپنا کمال نہ سمجھے' اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے اور یہ کوئی خیا
نہیں ہے حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ک
اصابك من حسنة فمن الله الخ جب تم
کوئی نیکی ہوجائے مثلاً اچھی تقریر ہوجائے' تحریر ہوجائے'
تصنیف وتالیف ہوجائے' تدریس ہوجائے' تبلیغ ہوجا
حسینوں سے نگاہوں کو' قلب کو قالب کو بچانے کی توفیق
جائے' اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق ہوجائے غر

کوئی حسنہ، کوئی نیکی، کوئی اچھا کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قرآن
میں ارشاد فرما رہے ہیں اور کبر کا علاج نازل فرما رہے ہیں
کو اپنا کمال نہ سمجھنا فمن اللہ یہ اللہ کی عطا ہے، اِس
ہے، اس کا فضل ہے۔ پیڑ کی جڑوں میں کھاد ہوتا ہے
کھاد سے اگر خوشبودار پھول پیدا ہوتے ہیں تو کیا یہ کھ
کمال ہے؟ اگر کھاد کا کمال ہوتا تو پھول بدبودار پیدا ہوتا
بدبودار کھاد سے خوشبودار پھول پیدا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی
ان کا کمال ہے۔ اسی طرح ہماری تخلیق ماءِ مھین
ہوتی ہے، باپ کی منی اور ماں کے حیض کا گندا خون ہمارا
ہمارا (Material) ہے۔ لہٰذا گندے اعمال کا صدور ہونا
فطرت سے مستبعد نہیں تھا لیکن اس گندے مادہ سے پاک
صادر ہو رہے ہیں تو یہ فمن اللہ ہے، اللہ کی عطا،
ان کی رحمت اور ان کا کمال ہے۔ اگر مٹی چمک رہی ہے

کا کمال نہیں سورج کی شعاعوں کا کمال ہے۔ سورج اگر اپنی شعاعیں
مٹی پر سے ہٹا لے تو مٹی بے نور ہو جائے گی۔ ما اصابک
من حسنة فمن الله میں اللہ تعالیٰ نے تکبر و خود
کا علاج فرما دیا کہ اپنی کسی نیکی کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھنا بلکہ یہ اللہ کی
ہے، اللہ کی توفیق ہے، اللہ کی مدد ہے۔ جس طرح باپ بچے
ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر کچھ لکھوا دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ واہ میرے بیٹے
تم نے تو بہت اچھا لکھا ہے۔ بس یہی حال ہماری نیکیوں کا
اللہ تعالیٰ خود توفیق دیتے ہیں پھر ان کو ہماری طرف منسوب فرما
ہیں۔ میرا شعر ہے۔

کار فرما تو لطف ہے ان کا
ہم غلاموں کا نام ہوتا ہے

نیکیوں کی توفیق دینا بھی ان کا کرم ہے اور ان کو ہمار
طرف منسوب فرمانا یہ کرم بالائے کرم ہے۔ میرے شیخ حض

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعا
نے جو ارشاد فرمایا جزاء من ربک عطاء حسا
ترجمہ: یہ بدلہ ملے گا جو کہ کافی انعام ہوگا آپ کے رب کی طرف
سے۔ تو ہمارے محدود عمل کی جزا غیر محدود کیسے ہو سکتی تھی پ
یہ جزا فرمانا بھی ان کی عطا ہے، معلوم ہوا کہ گناہوں سے بچ
کی، نیک اعمال کی، ان کی یاد کی جو توفیق ہو رہی ہے، یہ سب
کی عطا ہے ان کا احسان ہے، ان کا کرم ہے۔ ہمارا کمال نہیں
ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اسی طرح ہم سے جو خطائیں اور گناہ ہوتے رہتے ہیں تو ا
آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَمَا اَصَابَكَ مِ
سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ اور تم سے جو برائی صادر ہو جا

وہ تُمھارے نفس کی شرارت ہے، تُمھارے نفس کی حرارت
تُمھارے نفس کی جسارت ہے، حماقت ہے، نجاست ہے
غلاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نیک اعمال کا حکم دیتے ہیں، بُرائی
بچنے کا حکم دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف بُرائی کی نسبت کرنا
لہٰذا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جو بُرائی تُم سے صادر ہو اس کو
نفس کی خطا سمجھو تاکہ اس پر نادم ہو کر ہم سے معافی مانگو۔ استغ
ربّ کہہ میں مُعافی مانگنے کا حکم ہے لیکن رب کیوں فرمایا؟
لئے کہ پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبّت ہوتی ہے
پالی ہوئی چیز کو اپنے پالنے والے سے محبّت ہوتی ہے۔
وجہ ہے کہ چھوٹا بچّہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے کیونکہ
ہے کہ ماں مُجھے پال رہی ہے، جانور کو پال لو تو وہ بھی پیچھے پ
پھرتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ اس نے مُجھے پالا ہے۔ رب فر
میں دونوں محبّتوں کا ثبوت ہے۔ رب فرما کر یہ بتا دیا کہ مُجھ

تم سے محبت ہے ہی مگر تم کو بھی مجھ سے محبت ہے۔ محبت
جانب سے ہو جاتی ہے۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اللہ تعالیٰ مغفرت کی اُمید دلا رہے ہیں چونکہ ہم کو تم
محبت ہے، ہم سے مُعافی مانگو ہم تمہیں مُعاف کر دیں گے۔
کان غفارا۔ ہم بہت زیادہ بخشنے والے ہیں ہم
کیوں نا اُمید ہوتے ہو۔

پس ہر نیکی کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور ہر بُرائی کو اپنے نف
خطا سمجھے۔ عطا پر شکر گُذار اور خطا پر شرمسار رہے۔ جو عطا
کے درمیان رہے گا تکبّر سے محفوظ رہے گا اور جو تکبّر
ہو گیا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ مردود ہونے سے محفوظ رہے گا۔

مراقبہ نمبر ۲

خود کو سب سے کمتر سمجھنے کا مراقبہ

دوسرا مراقبہ ہے کہ اپنے کو سب سے کمتر سمجھو اور سب کو ا
سے بہتر سمجھو جیسے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشر
صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تمام مسلمانوں سے کم
ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی ا
لہٰذا ہر شخص کو اپنے بارے میں یہ سمجھنا فرض ہے کہ ہر مسلمان فی الحا
مجھ سے بہتر ہے یعنی موجودہ حالت میں ہر مسلمان مجھ سے بہتر
خواہ وہ کتنا ہی گناہ گار، شرابی کبابی زانی ہو، میں ہر مسلمان کو
سے بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ باوجود گناہوں کے اس کا کو
عمل اللہ کے یہاں قبول ہو گیا ہو اور قیامت کے دن اللہ تع
اس کو معاف فرما دیں اور میرا کوئی عمل اللہ کے یہاں مبغوض

گیا ہو جس سے میری تمام نیکیوں پر پانی پھر جائے اور میری پکڑ ہو
بس یہ احتمال قائم کرلو، تکبّر سے نجات کے لئے یہ احتمال ق
کرنا ہی کافی ہے۔ اپنے کمتر ہونے کا یقین ہونا فرض نہیں ح
ہی سے کام چل جائے گا۔

اور تمام کافروں اور جانوروں سے خود کو کمتر سمجھے فی
یعنی باعتبار انجام کے میں کافروں اور جانوروں سے کمتر
کیونکہ ابھی خاتمہ کا علم نہیں کہ میرا خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے۔ اگر
کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو زندگی بھر کا کفر معاف ہو جائے گا او
جنّت میں جائے گا اور مجھے اپنے خاتمہ کا معلوم نہیں کہ کس
حال پر ہو گا لہٰذا جب تک خاتمہ ایمان پر نہیں ہو جاتا میں ک
سے خود کو کیسے بہتر سمجھوں لہٰذا جب تک ایمان پر خاتمہ ن
ہو جاتا تمام کافروں سے میں کمتر ہوں اور جانوروں سے
کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔ لہٰذا جب تک خاتمہ ا

پر نہیں ہو جاتا تو میں جانوروں سے بھی کمتر ہوں۔ لہٰذا تکبر سے
حفاظت کے لئے صبح و شام یہ جملہ کہہ لیا کریں کہ یا اللہ میں تم
مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانور
سے کمتر ہوں فی المآل۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آنکھیں تو ذرا کھول

المارئ اسرار کے تالے کو ذرا کھول
ظاہر ہوا جاتا ہے ترے ڈھول کا سب پول
اے نطفۂ ناپاک تو آنکھیں تو ذرا کھول
زیبا نہیں دیتا ہے تکبر کا تجھے بول

اِصلاحِ نفس کا آسان ترین نسخہ

—— از افادات ——

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

❁

ارشاد فرمایا کہ جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرے گا اِن شاء اللہ تعا
اِس کے نفس کی مکمل اِصلاح ہو جائے گی۔ اِصلاحِ نفس کا یہ آسان ترین نسخہ

① نواب قیصر صاحب حضرت حکیم الامّت تھانوی کے مُرید
اُنھوں نے فرمایا کہ مَیں اُس مجلس میں موجود تھا جب عزیز الحسن صاحب
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامّت سے سوال کیا کہ حضرت اللہ تعا
کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو حضرت حکیم الامّت
ارشاد فرمایا کہ جنھوں نے اپنے دِل میں اللہ کی محبت حاصل کرلی
ان کے جوتوں میں پڑ جاؤ یعنی نفس کو مٹا دو اور نفس کو مٹانے کی نیت

ہی سے ان کے پاس جاؤ، جو وہ بتلائیں وہ کرو جس سے منع کریں
سے رُک جاؤ۔ اسی کو مولانا رومی نے فرمایا۔

قال را بگذار مردِ حال شو   پیش مردِ کاملے پامال شو

یعنی قیل و قال کو چھوڑو، مردِ حال بنو اور کیسے بنو گے؟ کسی مردِ ک
یعنی اللہ والے کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دو۔ میرے شیخ شاہ ع
صاحب نے مثنوی پڑھاتے ہوئے اس شعر کی شرح میں مجھ سے فرمایا تھا ک
مالیدن سے ہے، مالیدن معنی ملنا اس لیے ملی ہوئی روٹی کو ملیدہ کہتے ہیں
اپنے نفس کو ملیدہ بنوالو، پامال کر دو، اسی کو حکیم الامت نے فرمایا کہ جوتوں میں پڑ

ایک بار خواجہ صاحب نے پوچھا کہ کیا ذکر اللہ میں یہ تاثیر نہیں
ہے کہ وہ ہمیں اللہ تک پہنچا دے پھر اہل اللہ کی صحبت کی شرط کیو
لگائی جاتی ہے۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ کاٹ تو تلوار ہی
ہے مگر شرط یہ ہے کہ سپاہی کے ہاتھ میں ہو اسی طرح اللہ تک ذکر
ہی پہنچاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اہل اللہ کے مشورے سے ہو۔

(۲) ارشاد فرمایا کہ مَیں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ
کو لکھا تھا کہ مجھے آپ کی محبت بے اِنتہا محسوس ہوتی ہے تو
شیخ نے لکھا کہ محبتِ شیخ تمام مقامات کی مفتاح ہے یعنی اللہ کے
کے تمام مقاماتِ قُرب کی کُنجی ہے۔ کُنجی جتنی اچھی ہوتی ہے اتنی ج
تالا کُھلتا ہے اور کُنجی جتنی گھسی پِٹی وندانے گھسے ہوئے ہوں گے
مُشکل سے کُھلے گا۔ اللہ تعالٰی کی محبت بقدرِ شیخ کی محبت کے عطا ہوتی
جتنی زیادہ شیخ کی محبت ہوگی اتنی زیادہ اللہ کی محبت عطا ہوگی ا
سے تعلق اگر ڈھیلا ڈھالا ہوگا اس کے دِل میں اللہ کا تعلق بھی ڈھیا
ہوگا۔ تاریخ میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ شیخ سے کسی کا تعلق ڈھیلا
رہا ہو اور اس کو اللہ کی محبت کا عظیم خزانہ مِل گیا ہو۔

(۳) اپنے کو سب سے کمتر سمجھ لو اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھو
مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں تمام مسلم
سے اپنے کو کمتر سمجھتا ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے

سمجھتا ہوں فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے۔ ہر مسلمان کو فی الحال
یعنی موجودہ حالت میں خواہ گناہ کی حالت میں ہو اپنے سے بہتر سمجھتا ہو
کیونکہ ممکن ہے کسی گنہگار مسلمان کا، جاہل گنوار کا کوئی عمل قبول ہو گیا ہو ا
قیامت کے دن اس کی معافی ہو جائے اور میرا کوئی عمل نامقبول ہو
ہو اور سارا علم و عمل بے کار ہو جائے اور فرمایا کافروں اور جانوروں سے
کمتر سمجھتا ہوں انجام کے اعتبار سے کیونکہ معلوم نہیں میرا خاتمہ کیس
لکھا ہو۔ اگر خاتمہ خراب ہو گیا تو جانور بھی ہم سے بہتر ہیں کیونکہ اُن سے
حساب نہیں لیا جائے گا اور کافر کا بھی خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو زندگی بھر کا
معاف اور جنت میں جائے گا لہٰذا اپنا حقیر ہونا کوئی ظنی، وہمی اور خیا
بات نہیں حقیقت ہے اور عقل کی بات ہے اور خود کو بہتر سمجھنا
اور بے وقوفی ہے۔ لہٰذا صبح و شام یہ جملہ کہہ لیا کرو کہ یا اللہ میں تم
مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی ال
اس کی برکت سے ان شاء اللہ تکبر سے حفاظت رہے گی اور تکبر سے

حفاظت مردودیت سے حفاظت کی ضمانت ہے۔

(۴) جب نفس میں بدنظری کا تقاضا ہو یا کسی گُناہ کو دل چاہے تو آ

میں اپنی صُورت دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں کیسی صُورت عطا فرمائی

اللہ والوں کی صُورت دی ہے پھر غور کرو کہ کیا یہ کرتوت اِس صُور

کو زیب دیتے ہیں اور نفس سے کہو کہ او کمینے! خبیث شرم نہیں

تو صُورتِ بایزید میں کارِ یزید کرنا چاہتا ہے۔ بایزید بسطامی کی صُور

میں کارِ شیطانی کرنا چاہتا ہے۔ تجھ پر ہزار بار تُف ہو اور آئینہ د

یہ مسنون دُعا بھی پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِ

فَحَسِّنْ خُلُقِیْ ۔ اے اللہ! آپ نے جیسے میری صُورت

حسین بنائی، میرے اخلاق بھی حسین کر دیجئے۔

(۵) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَ

فَمِنَ اللّٰهِ ۔ تم سے کوئی نیکی ہو جائے، کوئی اچھا کام ہو جا

کوئی تصنیف و تالیف ہو جائے، اہل اللہ کی خدمت میں جانے کی تو

ہو جانے گناہوں سے بچنے کی توفیق ہو جاتے غرض کوئی بھی حسنہ کو
نیکی ہو جانے تو اس کو اپنا کمال نہ سمجھنا وہ اللہ کی عطا ہے۔ ببول سے
درخت پر اگر پھول نکل آئے تو وہ ببول کا کمال نہیں ہے کیونکہ
سے تو کانٹے ہی پیدا ہو سکتے تھے اگر اس میں سے پھول نکل رہا
تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اِسی طرح ہماری تخلیق ماءِ مہین سے
کی منی اور ماں کے حیض کے گندے پانی سے ہوئی ہے پس گند
اعمال کا صدور ہونا ہماری فطرت سے بعید نہیں تھا لیکن اگر نیک
صادر ہو رہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اللہ کی عطا ہے
کمال نہیں۔ اگر مٹی چمک رہی ہے تو یہ مٹی کا کمال نہیں، سورج
شعاعوں کا کمال ہے اگر سورج ابھی اپنی شعاعیں ہٹا لے تو مٹی
ہے۔ پس اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تکبر و خود بینی کا علاج فر
کہ اپنی کسی نیکی کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھنا ہماری عطا ہے، ہماری تو
ہے، ہماری مدد ہے جیسے باپ بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر لکھو

ہے پھر کہتا ہے کہ بیٹا تُم نے تو بہت اچھا لکھا ہے بس یہی حال
نیکیوں کا ہے کہ خود توفیق دیتے ہیں پھر اس کو ہماری طرف منسو
کر کے قبول فرما لیتے ہیں یہ کرم بالائے کرم ہے۔ میرے شیخ فرما
کہ اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا " جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَ
تو یہ جزا فرمانا بھی عطا ہے۔ پس جو نیکی ہو رہی
ان کی یاد کی جو توفیق ہو رہی ہے۔ یہ سب ان کی عطا ہے"
کمال نہیں ۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَمَآ اَصَا
مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ۔ کہ جو کچھ بُرائی تم کو پہنچے
وہ اللہ کی طرف سے مت سمجھ لینا' اللہ تعالیٰ بُرائی کا حکم نہیں
بُرائی کی نسبت ان کی طرف کرنا کفر ہے پس جو کچھ بُرائی تم کو پہنچے

وہ تمہارے نفس کی شرارت، حرارت، جسارت اور حماقت سے
پس ہر اچھائی اللہ کی عطا ہے اور ہر بُرائی نفس کی خطا ہے، عطا
اور خطا پر استغفار کرتا ہے جو عطا اور خطا کے درمیان رہے گا اس کی
زاویہ قائمہ صحیح رہے گا اور مردودیت سے محفوظ رہے گا۔

(٦) ہماری کوئی دینی خدمت، کوئی تقریر و تحریر، کوئی تصنیف و
ہماری کوئی شانِ بندگی، اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں کر سک
اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اور ہم محدود ہیں، اللہ تعالیٰ کی
لامتناہی غیر محدود ہیں ہماری بندگی محدود ہے تو محدود غیر محدود
کیلیے ادا کر سکتا ہے اسی لیے سرورِ عالم سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ
فرماتے ہیں مَاعَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَاعَبَدْنَا
حَقَّ عِبَادَتِكَ ۔ اے اللہ! آپ کی معرفت کا حق مجھ سے
نہیں ہو سکا۔ اے اللہ! آپ کی عبادت کا حق مجھ سے ادا
ہو سکا۔ آہ پھر ہم کس گنتی میں ہیں ہماری تقریر و تحریر ہماری تصنیف و

کی کیا حقیقت ہے۔ اگر اپنی تصنیف و تالیف پر نظر جا
بڑی کتابیں لکھ دیں تو ان آیات کا مراقبہ کرو، سب نشہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ
شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ
آیت ۲۷) اگر ساری زمین کے درخت قلم بنا دیئے جائیں
سمندر کے ساتھ اس جیسے سات سمندر اور ملا کر ان کی
دی جائے تو اللہ کے کلمات، اس کی صفات، اس کی حم
کی خوبیاں، اس کی تعریف ختم نہیں ہو سکتی، سمندوں کی
دُنیا بھر کے درختوں کے قلم ختم ہو جائیں گے۔ حضرت
کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھ
اللہ تعالیٰ نے سات سمندر جو فرمایا تو یہ حصر کے لئے نہیں
سمجھانے کے لئے ہے ورنہ سات سمندر کیا سات ہزا

اللہ تعالیٰ کی صفات کو لکھنے کے لئے ناکافی ہیں۔

لہٰذا اپنی تصنیف و تالیف کو زیادہ اہمیت مت دو۔
حیثیت ہے کہ اللہ کی عطا ہے اس کو وقعت سے دیکھو اور شکر کر
لیکن اس حیثیت سے کہ میں نے یہ کام کیا" میں نے یہ مضمون لکھا
قابلِ معافی قابلِ استغفار ہے کیونکہ ان کی عطار کامل؛ ان کی خوبی
غیر محدود اور ہماری محنت محدود اور ناقص ہے" ناقص کو وہ قبول
فرمالیں تو ان کا کرم ہے؛ وہ قبول فرمالیں تو ہم فقیروں کا کام بن جا
اس لئے یوں دُعا کرو کہ اے اللہ! میری تقریر و تحریر میری تصنیف
تالیف میری کسی دینی خدمت سے آپ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں
سکا اس لئے معاف فرما کر قبول فرما لیجئے۔

(۷) چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا میرا پچھتر سال
تجربہ ہے کہ پورے دین پر چلنا اس کو آسان ہو جائے گا اور ان شاء اللہ
ولی اللہ بن کر دُنیا سے جائے گا۔

نمبر ۱۔ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھ لو۔ چاروں اماموں کے نز
ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے کسی امام کا اس میں اختلاف نہ
ڈاڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا حرام ہے۔ بہشتی زیو
۱۱۵ پر یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ص
جیسی صورت بنا لو اللہ تعالیٰ کو پیار آئے گا کہ میرے پیارے کی
میں ہے اور قیامت کے دن کہہ سکو گے کہ۔

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

نمبر ۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاجامہ، شلوار، لنگی یعنی جو ب
بھی اوپر سے آرہا ہے ٹخنوں سے اونچا رکھنا بخاری شریف کی
ہے کہ ٹخنہ کا جو حصہ ازار یعنی شلوار، پاجامہ، لنگی وغیرہ سے چھ
جہنم میں جلے گا۔

نمبر ۳۔ تیسری بات یہ نظروں کی حفاظت ہے۔ اِس

میں اللہ کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ بدنظری ہے کیونکہ بے پردگی
ہے۔ اس لئے نظر کی حفاظت کرنے سے دل کو سخت تکلیف ہو
ہے۔ اس تکلیف کو جو اللہ کے لئے اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل
کو حلاوت سے بھر دے گا۔ اس عمل سے سیکنڈوں میں آدمی فرش سے عرش پر پہنچ جاتا

نمبر۴۔ چوتھا عمل قلب کی حفاظت ہے۔ دل میں گند
خیالات نہ پکاؤ۔ حسینوں کا تصور نہ لاؤ، پرانے گناہوں کو یاد نہ ک
بس یہ چار عمل کر لو۔ اللہ والے ہو جاؤ گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے
(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

قرآنِ پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام

بار بار یہ عرض کر چکا ہوں کہ قرآن شریف کے حروف
صحت کا اہتمام کیجئے۔ اپنے اپنے حلقوں میں کسی قاری صاحب
قرآن شریف کے حروف درست کر لیجئے۔ بعض غلطیاں ا
ہیں جو گناہِ کبیرہ ہیں۔ لحن جلی میں حروف بدل جاتے ہیں۔ ا
لیے قرآن شریف صحیح پڑھنا بہت ضروری ہے۔ حکیم الامت
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے علماء کو تھانہ بھون
نورانی قاعدہ پڑھوا کر پھر بیعت فرمایا۔ اتنا اہم معاملہ ہے۔
لیے عرض کرتا ہوں کہ اس کو معمولی بات مت سمجھئے۔ اگر کسی
کا کلام کوئی غلط پڑھ دے تو اُسے کتنی ناراضی ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ کے کلام کو جیسے چاہو پڑھ دو؟ ذرا سوچنے
بات ہے کہ ان کے کلام کی عظمت کا کیا حق ہے۔ حکیم الامت

فرماتے ہیں کہ روزانہ آپ آدھا گھنٹہ دے دیں اِن شاءاللہ تق
دو مہینہ میں قرآن شریف کے الفاظ درست آدا کرنے لگیں گے

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

اور نماز میں رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب
بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھا ہوتے بغیر سجدہ میں چ
جاتے ہیں ایسی نماز نہیں ہوتی ۔ بروایت بُخاری شریف
فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ (صفحہ ۱۰۵ ، جلد ۱) ا
نمازوں کا دُہرانا واجب ہے۔ لہٰذا رکوع کے بعد سیدھ
کھڑے ہو جائیں پھر سجدہ میں جائیں۔

دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ

اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا بھی
ہے ایک سجدہ کر کے اگر سیدھا نہ بیٹھے اور جلدی سے
سجدہ کرلے تو نماز نہ ہو گی۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑ
اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب
خوب سمجھ لیجئے جلد بازی میں ایسا نہ ہو کہ نماز ہی غا
جائے اور سجدہ میں زمین سے ناک لگانا بھی واجب
بعض لوگوں کی ناک سجدہ میں زمین سے اٹھی رہتی ہے۔
ہوں کہ پیشانی لگی ہے اور ناک اٹھی ہوتی ہے۔ ناک کا
سے ملنا ضروری ہے۔

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

اگر خاک کو خالقِ آسمان سے کام ہے تو ناک رگڑو
رگڑواکر نعمت دیتے ہیں۔

❁

اذان واقامت کا مسنون طریقہ

دوسرے اذان اور اقامت سُنّت کے مُطابق سیکھ
کی کوشش کیجئے کوئی سکھانے والا نہ ہو تو ہمارے موذن صاحب
سے آکر سیکھ لیجئے یا امیر صاحب سے سیکھ لیجئے۔

❁

اَے خُدا دِل پہ مرے فضل وہ نازل کردے
جو مرے دردِ محبت کو بھی کامل کردے

(افادات حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ
حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

اے خدا اے خالقِ کون و مکاں — ہے تری تعریف سے قاصر زباں
تو نے پیدا کیا سارا جہاں — اپنے بندوں کے لئے اے شاہِ جہاں
اور بندوں کو بنایا اپنے لئے — اپنی طاعت اور الفت کے لئے
اے خدائے پاک ربِ بے نیاز — اپنے بندوں کا ہے تو ہی کارساز
صدقہ تیری رحمتِ ذخار کا — صدقہ تیرے سید الابرار کا
صدقہ سب اصحاب کا اور آل کا — صدقہ کل اقطاب کا ابدال کا
صدقہ اس اُمت کے ہر شاغل کا — صدقہ میرے مُرشدِ فیاض کا
صدقہ تیرے حضرتِ ابرار کا — صدقہ تیرے جملۂ اخیار کا
اے خُدائے پاک اپنے فضل سے — چُن لے مجھ کو آخرت کے واسطے
اے خُدائے پاک اے ربُّ العباد — تیرے ہی محتاج سارے عباد
گرچہ میں نالائق و بیکار ہوں — اپنی بد عمل سے زیر بار ہوں
ہم ہیں خالی گرچہ استعداد سے — پر توقع ہے تری امداد سے
ہم نے گو گستاخیاں کیں راہ میں — گو گرے ہم معصیت کے چاہ میں
اب ہیں لیکن اشکبار و شرمسار — اپنے کرتوتوں پہ اے پروردگار
تیری رحمت سے ہمارا انفعال — ہو قبول بارگاہِ ذوالجلال

صدقۂ فیضِ شیخ کا اے شاہِ جہاں
جذب کرلے مجھ کو از راہِ نہاں

صدقۂ فیضِ مرشدِ عبدالغنی
دے مجھے اپنے سے تو کچھ آگہی

صدقے حضرت پھولپوری شاہ کے
تو عطا کر مجھ کو نعرے آہ کے

پار کردے اے خدا کشتی مری
بہرِ فیضِ مرشدِ عبدالغنی

تڑپے مچھلی جیسے پانی کے بغیر
دے تڑپ اس سے سوا اپنے بغیر

قرب کی لذت چکھا کر اے خدا
رنجِ دوری میں نہ کر پھر مبتلا

یارِ شب کو روزِ مہجوری نہ دے
جانِ قربت دیدہ کو دوری نہ دے

آپ کا قرب و حضوری اے خدا
بہتر است از نعمتِ ہر دوسرا

ذرۂ سایۂ عنایت کا ترا
خوب تر از لاکھ طاعت بے ریا

ورنہ میرا نفس سرکش اے خدا
تیری نزدیکی سے رکھتا ہے جدا

کیونکہ شیطاں بے عنایت کے تری
قید میں رکھتا ہے مجھ کو نفس کی

معصیت کی ذلتوں سے اے خدا
ہو نہ رسوا بندۂ عاجز ترا

نفس کے ہاتھوں سے رسوا دربدر
آہ کب تک میں پھروں بے بال و پر

بابِ رحمت پر ترے اے شاہِ جاں
دے رہا ہوں دستکِ آہ و فغاں

کٹ گئی اک عمر میری اس طرح
مضطرب ہو مرغِ بسمل جس طرح

تیری جانب سے نہ ہو گر اجتذاب
کوئی ہو سکتا نہیں ہے باریاب

تیری رحمت کا اگر ہو فتحِ باب
بندۂ عاجز ترا ہو کامیاب

آہ رہ سکتا ہے کب کوئی حجاب
فضل کا تیرے جو نکلے آفتاب

اے خداوندا ترے افضال سے
طالبِ رحمت ہیں ہم بدحال سے

مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کو
واسطہ اس فضل کا خود فضل ہو

جذبِ غیبی ہر نفس ہو راہبر
نفس و شیطاں سے تو کردے بے خطر

دین ہی کی چاکری تو کر سبب
یاد ہی میں رکھ تو اپنی اے حبیب

جز بذکر خویش مشغولم مکن
از کرم از عشق معـزولم مکن

بے مشقت یہ ہوس گو جرم ہے
مجھ کو اس نالائقی پر شرم

پر خداوندا کہاں جاؤں بھلا
کیا کوئی در ہے ترے در کے سو

ہمت و محنت کر توفیق عمل
سب ترے محتاج ہیں اے عزوجل

جس کو تیری راہ سے جو بھی ملا
وہ ترے دستِ کرم سے ہی ملا

ناخنِ تدبیر گھس جانے کے بعد
پردۂ اسباب جل جانے کے بعد

بس تری جانب ہے اب میری نگاہ
ناؤ میری پار ہو میرے ال

گر تو چاہے پاک ہو مجھ سا پلید
فضل سے تیرے نہیں کچھ بھی بعید

اے خداوندا یہ میری مثنوی
جو پڑھے اس کو ہو تجھ سے آگہی

بھر دے تو ہر شعر میں انوارِ عشق
جس سے ہوں ظاہر ترے اسرارِ عشق

ہو میرا ہر شعر ایسا دردناک
جس پہ پیدا ہو ترا ہی عشق پاک

عشق سے تیرے ہوں میں جامہ چاک
دردِ دل سے لوں میں تیرا نام پاک

جو بھی بشر سن لے میری آہ کو
بس تڑپ جائے وہ تیری چاہ کو

عشق سے اپنے تو دل کو طور کر
نور سے اختؔر کا دل معمور کر

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰ
عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔

ہماری دیگر مطبوعات